جلد ۲ فروری ۱۹۶۱ء شمارہ ۲

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ چندہ: پانچ روپے قیمت فی پرچہ: آٹھ آنے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

فروری سنہ ۱۹۶۱ء

(ایڈیٹر)

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ:۔ پانچ روپے ☆ فی پرچہ:۔ آٹھ آنے ☆

فہرست مضامین

طابع و ناشر: محمد ابراہیم مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۲

۵ فروری سنہ ۱۹۶۱ء

۲۰ فروری کا مبارک دن

۲۰ فروری کا دن سلسلۂ احمدیہ کی تاریخ میں ہی نہیں بلکہ اسلام کی تاریخ میں ایک نہایت مبارک اور مقدس دن ہے۔ یہ وہ روزِ سعید ہے کہ جس دن امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر اپنے آقا و مطاع سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور آپ کی لائی ہوئی آخری اور اکمل شریعت یعنی قرآنِ مجید کی حقّانیت کے اظہار کے لئے وہ عظیم الشان پیشگوئی شائع فرمائی جو "پیشگوئی مصلح موعود" کے نام سے موسوم ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے الہامِ خاص کے ذریعے آپ کو ایک عظیم الشان صفات والے اولوالعزم فرزند کی بشارت دی اور فرمایا کہ وہ دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کرنے اور دینِ اسلام کو زمین کے کناروں تک پھیلانے کا موجب ہوگا۔ اُس کو ایک پاک رُوح عطا کی جائے گی۔ وہ نور ہی نور ہوگا اور رُوحِ حق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ اس کا وجود سراسر اسلام کی صداقت اور اس کی حقّانیت کے اظہار کا ایک نہایت مؤثر ذریعہ ہوگا۔ وہ اِس طور اور اِس شان سے دنیا میں حق اور صداقت کی منادی کرے گا کہ دینِ حق کے پھیلنے اور اُس کے پورے کرّہ ارض پر محیط ہونے کی راہ ہموار ہو جائے گی۔

خدا نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور وہ پسرِ موعود حسبِ وعدۂ الٰہی ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کی مبارک ساعتوں میں پیدا ہُوا۔ وہ جلد جلد بڑھا اور چوبیس سال کی عمر میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے خلافتِ احمدیہ کی روحانی خلعت سے نوازا گیا۔ پیشگوئی میں بیان کردہ ایک ایک علامت اس کے وجود میں پوری ہوئی اور ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے ۵ اور ۶ جنوری

۱۹۴۴ء کی درمیانی شب اپنے الہام کے ذریعے خود اسے خبر دی کہ وہ مصلح موعود کی عظیم الشان پیشگوئی کا مصداق ہے۔ آج یہ اُسی پسرِ موعود کے وجود کی برکت ہے کہ اسلام کی تبلیغ کا حلقہ دنیا کے کناروں تک وسیع ہو چکا ہے۔ ہر قوم اور ہر ملک کے لوگ اسلام قبول کرکے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل ہو رہے ہیں اور دن رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کو سعادتِ عظمیٰ سمجھتے ہیں۔ الغرض ایک انقلاب ہے "عظیم الشان انقلاب" ورطۂ حیرت میں ڈالنے والا "محیر العقول انقلاب" جو رفتہ رفتہ ساری دنیا پر محیط ہوتا جا رہا ہے۔ ہر طرف اور ہر سمت میں اسلام کی یہ پیشقدمی اسلام کے مخالفین کے لئے پریشانی اور گھبراہٹ کا موجب بنی ہوئی ہے، اُن کی مخالفانہ تگ ودَو اور دَوڑ دھوپ کے باوجود یہ پیشقدمی جاری ہے اور نہ صرف جاری ہے بلکہ دن بدن اس میں اضافہ ہو رہا ہے اور اسلئے اضافہ ہو رہا ہے کہ خدا نے مصلح موعود کو فتح وظفر کی کلید قرار دیا تھا اور پہلے ہی یہ مقدر کر رکھا تھا کہ وہ آئے اور اسلام کو ہر طرف فتح وظفر سے ہمکنار کرے۔

اس میں کیا شک ہے کہ ۲۰ فروری کا دن جس میں مصلح موعود کی عظیم الشان پیشگوئی شائع ہوئی بہت مبارک دن ہے اور وہ وجودِ موعود جو اس پیشگوئی کا مصداق ہے بہت بابرکت اور مقدس ومطہر ہے اور ہم جو اس کے دعوے پر ایمان لائے ہیں اور اُس کے دامن کے ساتھ وابستہ ہوتے ہوئے خدا کے فضل اور اس کی رحمت اور اُس کی تائید و نصرت کو بارش کی طرح برستا دیکھ رہے ہیں بہت خوش بخت و خوش نصیب ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہی ہے کہ اُس نے ہمیں مصلح موعود کے دامن کے ساتھ وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرما کر اسلام کی ترقی اور سربلندی کی عظیم الشان جد وجہد میں حصہ دار بننے کا انمول موقع عطا فرمایا ہے۔ لیکن ہمیں یہ امر کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ ہماری یہ خوش بختی اور خوش نصیبی اُسی وقت تک ہے کہ ہم اُن فرائض کو ادا کریں اور ادا کرتے چلے جائیں جو مصلح موعود کے دامن کے ساتھ وابستہ ہونے کی وجہ سے ہم پر عائد ہوتے ہیں۔ مصلح موعود کی عظیم الشان پیشگوئی، اور اس پیشگوئی کا ہمارے زمانے میں پورا ہونا اور پھر ہمیں مصلح موعود کو شناخت کرکے اپنے آپ کو اس کے دامن کے ساتھ وابستہ کرنے کی توفیق ملنا ایک انعامِ خداوندی ہے۔ ہر انعام جو انسان کو خدا کی طرف سے عطا ہوتا ہے وہ اپنے ساتھ کچھ فرائض اور ذمہ داریاں بھی لاتا ہے۔ اگر انسان اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے اپنے فرائض کو بجا لائے تو وہ خدا کی نگاہ میں فائز المرام ٹھہرتا ہے ورنہ ناشکری کا مرتکب ہو کر خدائی عذاب کا مستحق بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اپنے ایک اٹل اور غیر مبدّل قانون کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (سورۃ ابراہیم آیت)

"یعنی (اے لوگو!) اگر تم شکر گزار بنے تو میں تمہیں اَور بھی زیادہ دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو (یاد رکھو) میرا عذاب یقیناً سخت (ہوا کرتا) ہے۔"

پس مصلح موعود کا زمانہ پانے اور اُسے شناخت کرنے کے بعد اگر ہم اپنے فرائض کماحقہٗ ادا کر رہے ہیں تو ہم یقیناً خوش قسمت ہیں اور خدائی افضال اور اُس کی برکتوں کے مستحق ہیں اور اگر ہم خدانخواستہ فرائض سے غافل ہیں تو ہمارے لئے انتہائی خوف کا مقام ہے کیونکہ ہمارا اپنے فرائض سے غفلت برتنا کفرانِ نعمت کے مترادف ہوگا۔ اس لحاظ سے ۲۰ فروری کا دن ہمارے لئے خوشی اور مسرت کا ہی دن نہیں ہے بلکہ احتساب اور کڑے احتساب کا بھی دن ہے اور وہ احتساب یہ ہے کہ ہم سوچیں اور غور کریں کہ ہمارے فرائض کیا ہیں اور ہم کس حد تک اُن کی بجا آوری میں کوشاں ہیں۔

پیشگوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ جہاں مصلح موعود کی علامتوں، اُس کی صفات اور کارناموں کے آئینہ دار ہیں وہاں ہمارے فرائض کے تفصیلی بیان پر مشتمل ہوتے ہوئے ہمیں خبردار کر رہے ہیں کہ اگر ہم خدا تعالیٰ کے اس انعام پر شکر ادا کرتے ہوئے اپنے آپ کو خدائی افضال کا مورد بنانا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم غلبۂ اسلام سے متعلق مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے کارناموں میں اُس کے دست و بازو بن جائیں، اُس کے ایک ایک حکم پر سرِ تسلیم خم کرنے کے لئے ہر دم اور ہر لحظہ تیار رہیں، وہ جس قربانی اور ایثار کا ہم سے مطالبہ کرے اسے پورا کئے بغیر ہم چین سے نہ بیٹھیں، اُس نے اسلام کے غلبہ اور اس کی فتح کے لئے تحریکِ جدید اور وقفِ جدید پر مشتمل جو پروگرام وضع کیا ہے اُس پر عمل پیرا ہو کر دکھائیں اور اس تعہد اور عزم کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہوں کہ ایک نسل کے بعد دوسری نسل اِس پروگرام کو کامیاب بنانے میں اپنی زندگیوں کو وقف کرتی چلی جائے۔ ہماری ہر حرکت و سکون اِس بات کی آئینہ دار ہو کہ ہم اسلام کے ایک فتح نصیب جرنیل کے سپاہی ہیں، سستانا اور آرام کرنا ہمارے لئے باعثِ ننگ ہے، ہمارا ایک ہی شعار ہے اور وہ یہ کہ ہم میدانِ تبلیغ میں ہر دم اور ہر آن مصروفِ عمل اور برسرِ کار رہیں۔

مصلح موعود کی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے پسرِ موعود کی بہت سی علامتیں اور صفات بیان کرتے ہوئے اُسے اولوالعزم قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ پیشگوئی کے یہ الفاظ اس بات پر دال ہیں کہ ہم جو مصلح موعود کے دامن کے ساتھ وابستہ ہیں اور اُس کے کاموں میں اُس کے معین و مددگار ہونے کا دم بھرتے ہیں ہم خود اپنے میں بھی اولوالعزمی پیدا کریں اور اپنے آپ کو ایسا بنائیں کہ اس کے قدم بقدم چلنے کے قابل ہو سکیں۔ سست گام ہوتے ہوئے ہم کس منہ سے اپنے آپ کو مصلح موعود کا پیرو کہہ سکتے ہیں اور کس برتے پر اپنے آپ کو اس کے ساتھ تعلق رکھنے کے باعث خوش بخت و خوش نصیب گردان سکتے ہیں۔ پھر اولوالعزمی اور خدمتِ اسلام میں تیز گام ہونے اور مصلح موعود کے قدم کے ساتھ قدم ملانے کی اہلیت اپنے اندر پیدا کرنے کے علاوہ ایک اور بڑا فرض جو پیشگوئی مصلح موعود کی روشنی میں ہم پر عاید ہوتا ہے یہ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے آستانے پر جھکیں اور دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کے ذریعے اس سے مدد اور استعانت چاہیں کیونکہ مصلح موعود کی بشارت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو انقطاع الی اللہ کی حالت میں چالیس دن تک اُس کے حضور متضرعانہ دعاؤں کے بعد ہی ملی تھی۔ چنانچہ پیشگوئی کے آغاز میں ہی یہ الفاظ آتے ہیں:-

"مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں، اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دُعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔"

اِس سے ظاہر ہے کہ "مصلحِ موعود" کا انعام ایک فانی فی اللہ کی متضرعانہ دعاؤں کا ہی عظیم الشان ثمرہ ہے اور ہمیں کامل یقین اور پختہ وثوق کے ساتھ بہ بادو دکر اہا ہے کہ دُعا ایک زبردست طاقت ہے۔ اس کے نتیجہ میں وہ کچھ مل سکتا ہے جو خدا کے پاس ہے اور خدا کے پاس کیا کچھ نہیں، ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے، اُس کے خزانوں کی کوئی انتہا نہیں۔ ان غیر محدود خزانوں سے حصّہ پانے اور اپنی جھولیاں بھرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے تضرع اور دُعا۔ وہ خدا جس نے دُعا کے نتیجہ میں مصلحِ موعود جیسا عظیم الشان وجود نشانِ رحمت اور فضل کے طور پر دُنیا میں بھیجا وہی دُعا کے نتیجہ میں ہمیں اس عظیم الشان نعمت کی صحیح قدر اور اس کی وجہ سے ہم پر عاید ہونے والے فرائض کی بجا آوری کی توفیق بھی دے سکتا ہے اور جب تک وہ توفیق نہ دے ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ سو خدمتِ اسلام کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار رہنا اور پھر خدا سے دعاؤں اور تضرع کے ذریعہ استمداد چاہنا وہ عظیم الشان فرض ہے جو پیشگوئی مصلحِ موعود کی روشنی میں ہم پر عاید ہوتا ہے اور اس سے سرِمُو انحراف ہم کو کہیں کا بھی نہیں رہنے دیتا۔ اسی لئے سیّدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود نے آج سے سترہ سال قبل یعنی ۱۹۴۴ء میں جبکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے الہام کے ذریعے آپ پر یہ منکشف فرمایا کہ آپ ہی مصلحِ موعود کی پیشگوئی کے مصداق ہیں احبابِ جماعت کو اُن فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے جو اس پیشگوئی کی روشنی میں اُن پر عاید ہوتے ہیں اِن الفاظ میں خبردار کیا تھا، آپ نے فرمایا:-

"مَیں اس موقعہ پر جہاں آپ لوگوں کو یہ بشارت دیتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُس پیشگوئی کو پورا کر دیا جو مصلحِ موعود کے ساتھ تعلق رکھتی تھی وہاں مَیں آپ لوگوں کو اُن ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں جو آپ لوگوں پر عائد ہوتی ہیں۔ آپ لوگ جو میرے اس اعلان کے مصدّق ہیں آپ کا اوّلین فرض یہ ہے کہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک اسلام اور احمدیت کی فتح اور کامیابی کے لئے بہانے کو تیار ہو جائیں۔ بے شک آپ لوگ خوش ہو سکتے ہیں کہ خدا نے اس پیشگوئی کو پورا کیا، بلکہ مَیں کہتا ہوں آپ لوگوں کو یقیناً خوش ہونا چاہیئے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود لکھا ہے کہ تم خوش ہو اور خوشی سے اُچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی، پس مَیں تمہیں خوش ہونے سے نہیں روکتا، بے شک تم خوشیاں مناؤ اور بے شک خوشی سے اُچھلو اور کُودو، لیکن مَیں کہتا ہوں اِس خوشی اور اُچھل کُود میں تم اپنی

ذمہ داریوں کو فراموش مت کرو۔ جس طرح خدا نے مجھے رؤیا میں دکھایا تھا کہ مَیں تیزی سے بھاگتا چلا جا رہا ہوں اور زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی جا رہی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے الہاماً میرے متعلق یہ خبر دی ہے کہ مَیں جلد جلد بڑھوں گا۔ پس میرے لئے یہی مقدر ہے کہ مَیں سرعت اور انتہائی تیزی کے ساتھ اپنا قدم ترقیات کے میدان میں بڑھاتا چلا جاؤں۔ مگر اس کے ساتھ ہی آپ لوگوں پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنے قدم کو تیز کریں اور اپنی سست روی کو ترک کر دیں۔ مبارک ہے وہ جو میرے قدم کے ساتھ اپنے قدم کو ملاتا اور سرعت کے ساتھ ترقیات کے میدان میں دوڑتا چلا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ رحم کرے اُس شخص پر جو سستی اور غفلت سے کام لے کر اپنے قدم کو تیز نہیں کرتا اور میدان میں آگے بڑھنے کی بجائے منافقوں کی طرح اپنے قدم کو پیچھے ہٹا لیتا ہے۔ اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو، اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر سمجھتے ہو تو قدم بقدم اور شانہ بشانہ میرے ساتھ بڑھتے چلے آؤ تا کہ ہم کفر کے قلب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا گاڑ دیں اور باطل کو ہمیشہ کے لئے صفحۂ عالم سے نیست و نابود کر دیں اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ زمین اور آسمان ٹل سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء بحوالہ الفضل ۱۹ر فروری ۱۹۶۰ء)

اسلام کی فتح اور کامیابی کی خاطر ہر قربانی کے لئے ہر دم تیار رہنے کی اہمیت واضح کرنے کے علاوہ حضور ایدہ اللہ نے اس تعلق میں دعاؤں پر خاص زور دینے کی طرف بھی توجہ دلائی۔ چنانچہ ۱۹۴۴ء میں ہی حضور نے ایک دوست کو ان کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا:۔

"جہاں ہمارے لئے خوشی کا مقام ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک زبردست الہام کو اُس نے پورا کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آنے والے احمدیوں کے لئے ترقی مدارج کا ایک راستہ کھولا وہاں ایک سخت ذمہ داری بھی ہم پر رکھی گئی ہے، ایسی ذمہ داری جس کا اٹھانا انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے دعا اور التجا اور اسی سے مدد طلب کرنے کے سوا اب کوئی چارہ نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ کا کام خدا تعالیٰ ہی کر سکتا ہے بندہ نہیں کر سکتا۔ جب وہ اپنا کام بندے کے سپرد کرتا ہے تو یہ امر دو حالتوں سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو بندہ اپنی سستی اور غفلت سے اور اپنے نفس پر

اعتماد کر کے اس کام کو خراب کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سہیڑ لیتا ہے، اور یا اپنی حقیقت کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں گر جاتا ہے اور ایسی عاجزی اور ایسے استقلال سے اس کے دامن کو پکڑتا ہے کہ آخر اس کا رحم جوش میں آجاتا ہے اور وہ اس بندہ کو اپنی گود میں اٹھا لیتا ہے اور اس کا بازو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر وہ کام اس سے کروا دیتا ہے . . . .
. . . . . خدا کرے ہم سب اس گروہ میں ہوں اور اس کمر کو توڑ دینے والے بوجھ کو بغیر ٹھوکر کھائے منزلِ مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہو جائیں ۔ اللّٰھم اٰمین "۔

(الفضل ۱۹ر فروری ۱۹۶۰ء)

حضور ایدہ اللہ کے یہ انتہائی اہم اور قیمتی ارشادات جو حضور نے خاص پیشگوئی مصلح موعود اور اس کے پورا ہونے کے تعلق میں فرمائے ہیں اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے کافی ہیں کہ جہاں ۲۰ر فروری کا دن ہمیں خوشی منانے کی دعوت دیتا ہے وہاں ہمارے عظیم الشان فرائض بھی ہم کو یاد دلاتا ہے اور وہ یہ ہیں کہ ہم اسلام کی ترقی اور اس کی سربلندی کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی کرنے سے بھی دریغ نہ کریں اور سراپا التجا بن کر اللہ تعالیٰ کے آستانے پر جھک جائیں اور ہر آن جھکے رہیں کہ وہ خود ہی ہمیں ان عظیم ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اے خدا! تو ایسا ہی کر اور ہمیں اپنے فضل سے ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی ہمت اور طاقت بخش اور ہر قدم پر ہمارا معین و مددگار ہو، تیرے فضل اور تیری رحمت کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ آمین یا ارحم الراحمین ۔

اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ "۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۵۹)

دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کرنیوالا

عظیم الشّان نشان

پیشگوئی مُصلح موعُود کے الہامی الفاظ

اُس زمانے میں جبکہ ابھی حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے خاص الہام کے ذریعے ایک عظیم الشان صفات والے اولوالعزم فرزند کی بشارت دی۔ یہ بشارت خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اُن متضرّعانہ دعاؤں کے بعد ملی جو آپ نے آریوں اور بعض دوسرے مخالفین کی طرف سے نشان نمائی کے مطالبہ پر باذنِ الٰہی ہوشیارپور کا سفر اختیار کر کے وہاں کی تھیں اور اس غرض سے کی تھیں کہ وہ آپ کو اسلام کی تائید میں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی حقانیت کے اظہار کے لئے ایک ایسا نشان دے جسے دیکھنے کے بعد ہر شخص یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے کہ ایسا نشان انسانی تدبیر اور کوشش سے ظاہر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ عظیم الشان بشارت ملنے کے بعد آپ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اسے ایک اشتہار کے ذریعے دنیا میں شائع فرمایا اور اس میں بشارت کے الہامی الفاظ درج کرتے ہوئے رقم فرمایا:-

"با الہام اللہ تعالیٰ و اعلامہٖ عزّ وجلّ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ و عزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں، اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے، فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفّر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں

دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھُلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا، ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل ہو گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاوّل والآخر مظہر الحق والعلاء کأنّ اللّٰہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اُس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا وکان امراً مقضیاً۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

عظیم الشان نشانِ آسمانی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصلح موعود کی پیشگوئی کے تعلق میں ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں فرماتے ہیں :-

"یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّ شانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے۔"

پیشگوئی مصلح موعود کے پورا ہونے کے متعلق

خدائی انکشاف

اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت اور اُس کی آسمانی تائید و توثیق

مصلح موعود کی پیشگوئی کی جملہ علامتیں اوّل دن سے ہی جماعت احمدیہ کے موجودہ امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میں پوری ہوتی چلی آ رہی تھیں یعنی یہ کہ آپ کی ولادت پیشگوئی کی نوسالہ میعاد کے اندر ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو ہوئی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی کے بموجب آپ کا نام بشیر اور محمود (بشیرالدین محمود احمدؓ) رکھ کر صراحت کے ساتھ اپنی کتابوں اور اشتہارات میں لکھا کہ وہ پسرِ موعود جس کا پیشگوئی مصلح موعود کے ذریعہ وعدہ دیا گیا تھا پیدا ہو گیا ہے، حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے بھی ۱۰ر ستمبر ۱۹۱۳ء کو باقاعدہ دستخطی تحریر کے ذریعے اس امر کی تعیین فرمائی کہ اُن کے نزدیک آپ ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق ہیں، پھر خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے آپ کے ذریعے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کو زمین کے کناروں تک وسیع کر کے اور اطراف و جوانب عالم میں آپ کے ہاتھوں اسلام کو پھیلا کر اور صداقت اسلام پر آپ سے بیش بہا کتب اور قرآنِ مجید کی بے مثل تفسیر لکھوا کر اور تائید و نصرت اور فتح و ظفر کے عظیم الشان نشان ظاہر فرما کر اس بات کو روزِ روشن کی طرح عیاں کر دیا تھا کہ یہ پیشگوئی آپ ہی کے وجود میں پوری ہوئی ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کی اس فعلی شہادت پر ایمان رکھتے ہوئے دلی یقین اور بصیرت کے ساتھ آپ کو مصلح موعود کے عظیم الشان منصب پر فائز مانتی تھی تاہم آپ نے خود اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا اُس وقت تک اعلان نہیں فرمایا جب تک کہ ۵ اور ۶ر جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی شب ایک رؤیا میں الہام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ پر خود یہ منکشف نہ فرما دیا کہ آپ ہی اس پیشگوئی کے مصداق اور مصلح موعود ہیں۔ چنانچہ اس آسمانی انکشاف اور تائید و توثیق کے بعد آپ نے ۱۹۴۴ء کے دوران ہوشیارپور، لاہور، لدھیانہ اور دہلی میں جلسے منعقد کر کے اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ ۱۲ر مارچ ۱۹۴۴ء کو لاہور میں منعقدہ جلسے میں آپ نے اس بارے میں جو اعلان کیا اُس کے الفاظ درج ذیل ہیں۔ آپ نے فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ نے ایسے غیب سے سامان پیدا کر دیئے ہیں کہ ہماری جماعت آپ ہی آپ مختلف ممالک میں پھیلتی جا رہی ہے اور وہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی تھی کہ میرے ذریعے اسلام اور احمدیت کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔ آپ لوگوں نے دیکھ لیا کہ یہ پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک بیٹے کے متعلق فرمائی تھی کس شان کے ساتھ پوری ہوئی اور چونکہ اکثر علامات جو اس بیٹے کی بتائی گئی تھیں وہ سالہا سال سے پوری ہو رہی تھیں اسلئے جماعت ہمیشہ مجھے یہ کہا کرتی تھی کہ مصلح موعود آپ ہی ہیں۔ مگر میں نے اِس امر کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور میں نے کہا جب تک خدا مجھے آپ یہ اطلاع نہ دے کہ میں اس پیشگوئی کا مصداق ہوں اُس وقت تک میرا اپنے آپ کو اِس پیشگوئی کا مصداق قرار دیکر دعویٰ کرنا درست نہیں ہو سکتا۔ یہی حالت ایک لمبے عرصہ تک رہی یہاں تک کہ اِس سال (۱۹۴۴ء) کے شروع میں ۵ اور ۶ جنوری کی درمیانی رات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ بتا دیا کہ میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا تھا اور میرے ذریعہ ہی دُور دراز ملکوں میں خدائے واحد کی آواز پہنچے گی' میرے ذریعہ ہی شرک کو مٹایا جائے گا' اور میرے ذریعہ ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔ خصوصاً مغربی ممالک جہاں توحید کا نام مٹ چکا ہے وہاں میرے ذریعے ہی اللہ تعالیٰ توحید کو بلند کرے گا اور شرک اور کفر کو ہمیشہ کے لئے مٹا دیا جائے گا۔ تب جبکہ خدا نے مجھے یہ خبر دیدی میں نے اس کا دنیا میں اعلان کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ آج میں اِس جلسہ میں اُسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اُس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اِسی شہر لاہور میں ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعے اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دنیا میں قائم ہوگی۔

پس یہ جلسہ اِس غرض کے لئے کیا گیا ہے کہ آپ لوگوں کو بتایا جائے کہ وہ عظیم الشان پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۸۶ء میں فرمائی تھی پوری ہو گئی۔ اس پیشگوئی کی صداقت پر وہ لاکھوں لوگ گواہ ہیں جو میرے ذریعہ اسلام پر قائم ہوئے' جو میرے ذریعہ توحید پر قائم ہوئے' جو میرے ذریعہ خدا اور اس کے رسول کے والہ و شیدا بنے۔ عیسائی اِس بات کے گواہ ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی' آریہ اِس بات کے گواہ ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی' مسلمان اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ آج سے ۵۹ انسٹھ سال پہلے خدائے علیم و خبیر نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر دی تھی کہ میرا ایک بیٹا ہوگا اور وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی، انگلستان اِس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی' سپین اِس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی' اٹلی اِس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی'

برلن اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، ہنگری اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، البانیہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، یوگوسلاویہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، پولینڈ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، زیکوسلویکیا اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی شمالی امریکہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، جنوبی امریکہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، سیرالیون اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، گولڈ کوسٹ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، نائیجیریا اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، مصر اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، کینیا کالونی اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی —— —— یوگنڈا اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، زنجبار اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، ٹانگانیکا اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، سیلون اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، ماریشس اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، فلسطین اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، شام اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، روس اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، چین اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، جاپان اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، سماٹرا اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، جاوا اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، ملایا اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، بورنیو اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، ایران اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، کابل اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی، ہندوستان کا گوشہ گوشہ گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔

دنیا میں کونسا ایسا انسان ہے جس میں یہ طاقت ہو کہ وہ دلوں کو فتح کر سکے، دنیا میں کونسا ایسا انسان ہے جو لوگوں کو اس عظیم الشان قربانی پر آمادہ کر سکے، یہ خدا تعالےٰ کا ہی ہاتھ تھا جس نے دنیا میں اس قدر تغیرات پیدا کئے۔ یہ خدا تعالےٰ کا ہی ہاتھ تھا جس نے لوگوں کے دلوں کو کھینچا اور انہیں اسلام کے لئے اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو قربان کرنے کے لئے آمادہ کر دیا۔ چنانچہ ایک طرف اگر خدا نے یہ خبر دی کہ وہ میرے ذریعے دنیا میں اسلام کا نام روشن کرے گا تو دوسری طرف اس نے ایک غریب جماعت میں اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے وہ ایمان پیدا کر دیا جس کی مثال آج روئے زمین پر اور کوئی جماعت پیش نہیں کر سکتی.....

مَیں نے اس سے پہلے جس قدر مبلغ دنیا میں بھجوائے وہ قریباً سب کے سب اناڑی تھے۔ کوئی کالج سے نکلا تو مَیں نے اس سے کہہ دیا کہ خدا کے دین کے لئے آج مبلغوں کی ضرورت ہے کیا تم اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کر سکتے ہو؟ اور میرے کہنے پر وہ تبلیغ کے لئے نکل کھڑا ہوا..... خدا نے میرے ہاتھ سے ان اناڑی لوگوں

کو دُنیا میں بھجوایا اور انہوں نے ہزاروں لوگوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا دیا۔ مگر یہ پہلی فوج اناڑیوں کی تھی اب باقاعدہ ایک تعلیم یافتہ گروہ اِس غرض کے لئے تیار ہو رہا ہے جس نے اپنی تمام زندگی اسلام کی خدمت کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ ان میں سے اکثر گریجوایٹ ہیں اور ان کی تعداد ۲۵ کے قریب ہے۔ میرا ارادہ ان کو ایک سَو تک پہنچانے کا ہے۔ اِن لوگوں کو تمام دینی علوم پڑھائے جائیں گے اور پھر جنگ کے بعد ان کو دُنیا کے مختلف ممالک میں پھیلا دیا جائے گا..... گویا پہلے اناڑیوں کی فوج تھی مگر اب باقاعدہ تعلیم یافتہ لوگوں کی فوج تیار ہو رہی ہے جن کو جنگ کے بعد دُنیا کے کناروں تک پھیلا دیا جائے گا اور وہ دنیا کے کونے کونے اور گوشے گوشے میں اسلام اور قرآن کی تبلیغ کریں گے۔ جہاں آج خدائے واحد کا نام بھی نہیں لیا جاتا وہاں تھوڑے دنوں تک ہی تم دیکھو گے کہ اِن علاقوں کے کونے کونے سے یہ آواز اُٹھتی سُنائی دے گی کہ اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله .....

پس اے اہلِ لاہور! مَیں تم کو خدا کا پیغام پہنچاتا ہوں، مَیں تمہیں اُس ازلی ابدی خدا کی طرف بُلاتا ہوں جس نے تم سب کو پیدا کیا۔ تم مت سمجھو کہ اس وقت مَیں بول رہا ہوں، اِس وقت مَیں نہیں بول رہا بلکہ خدا میری زبان سے بول رہا ہے۔ میرے سامنے دینِ اسلام کے خلاف جو شخص بھی اپنی آواز بلند کرے گا اس کی آواز کو دبا دیا جائے گا۔ جو شخص (اسلام کے خلاف) میرے مقابلہ میں کھڑا ہو گا وہ ذلیل کیا جائے گا، وہ رسوا کیا جائے گا، وہ تباہ اور برباد کیا جائے گا مگر خدا بڑی عزت کے ساتھ میرے ذریعے اسلام کی ترقی اور اس کی تائید کے لئے ایک عظیم الشان بنیاد قائم کر دے گا۔ مَیں ایک انسان ہوں، مَیں آج بھی مر سکتا ہوں اور کل بھی مر سکتا ہوں لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ مَیں اُس مقصد میں ناکام رہوں جس کے لئے خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے۔"

(الفضل ۱۰ر فروری ۱۹۵۸ء)

بڑا بھاری آسمانی نشان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۸ر اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں رقم فرمایا:۔

"ہر یک دلی انصاف ہر ایک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسی عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بیشک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے۔"

عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عشقِ رسولؐ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ایک عربی نظم میں اپنے آقا و مطاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:۔

اُنْظُرْ اِلَيَّ بِرَحْمَةٍ وَتَحَنُّنٍ   يَا سَيِّدِيْ اَنَا اَحْقَرُ الْغِلْمَانِ

اے میرے آقا! میری طرف رحمت اور شفقت کی نظر رکھ، مَیں تیرا ایک ادنیٰ ترین غلام ہوں

يَا حِبِّ اِنَّكَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّةً   فِيْ مُهْجَتِيْ وَمَدَارِكِيْ وَجَنَانِ

اے میرے محبوب! تیری محبت میرے رگ و ریشہ میں اور میرے دل میں اور میرے دماغ میں رچ چکی ہے۔

وَمِنْ ذِكْرِ وَجْهِكَ يَا حَدِيْقَةَ بَهْجَتِيْ   لَمْ اَخْلُ فِيْ لَحْظٍ وَّلَا فِيْ اٰنِ

اے میری خوشیوں کے باغیچے! مَیں ایک لمحہ اور ایک آن بھی تیری یاد سے خالی نہیں رہتا

جِسْمِيْ يَطِيْرُ اِلَيْكَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا   يَا لَيْتَ كَانَتْ قُوَّةُ الطَّيَرَانِ

(میری روح تو تیری ہو چکی ہے) مگر میرا جسم بھی تیری طرف پرواز کرنے کی تڑپ رکھتا ہے۔ اے کاش! مجھ میں اُڑنے کی طاقت ہوتی

(آئینۂ کمالاتِ اسلام)

فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

رضائے الٰہی کے بغیر زندگی ہیچ ہے

گر خدا از بندہ خوشنود نیست — ہیچ حیوانے چو او مردود نیست

اگر کسی انسان کو خدا کی خوشنودی حاصل نہیں تو کوئی حیوان بھی اس سے زیادہ مردود نہیں ہو سکتا

گر سگِ نفسِ دنی را پروریم — از سگانِ کوچہ ہا ہم کمتریم

اگر ہم اپنے ذلیل نفس کی پرورش میں ہی لگے رہیں تو ہم گلیوں کے آوارہ کتوں سے بھی بدتر ہوں گے

اے خدا اے طالباں را رہنما! — اے کہ مہرِ تو حیاتِ روحِ ما!

اے خدا! اے طالبانِ حق کے رہنما! اور اے وہ ذات جس کی محبت ہماری روح کی زندگی ہے!

بر رضائے خویش کن انجامِ ما — تا برآید در دو عالم کامِ ما

تو ہمارا خاتمہ اِس حال میں کر کہ تو ہم پر راضی ہو، تا دونوں جہانوں میں ہم فائز المرام ٹھہریں

خلق و عالم جملہ در شور و شر اند — طالبانت در مقامِ دیگر اند

دنیا اور اہلِ دنیا سب شور و شر میں مصروف ہیں مگر وہ جو تیرے طالب ہیں اور ہی مقام پر ہیں

آں یکے را نور مے بخشی بہ دل — واں دگر را مے گذاری پا بہ گل

ان دونوں گروہوں میں سے ایک کے دل کو تو نور بخشتا ہے اور دوسرے کو کیچڑ میں پھنسا ہوا چھوڑ دیتا ہے

چشم و گوش و دل ز تو گیرد ضیا

آنکھ، کان اور دل تجھ ہی سے روشنی حاصل کرتے ہیں

ذاتِ تو سرچشمۂ فیض و ہدیٰ

اور تیری ذات ہی ہدایت اور فیض کا سرچشمہ ہے

(آسمانی فیصلہ ص)

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قابلِ تقلید اُسوہ

خدمتِ اسلام کی بے پناہ تڑپ اور اُس کا والہانہ اظہار

جیسا کہ قبل ازیں لکھا جا چکا ہے ستمبر ۱۹۰۷ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُنیا میں اشاعتِ اسلام کی ایک نئی بنیاد قائم کرتے ہوئے سلسلہ احمدیہ میں وقفِ زندگی کی پہلی تحریک فرمائی تو آپ کے صحابہ نے جس والہانہ انداز میں حضور علیہ السلام کی اِس الٰہی تحریک پر لبّیک کہا اور جس دلی تڑپ کے ساتھ خدمتِ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں پیش کیں اُسے تاریخِ احمدیت کے ایک زرین باب کی حیثیت حاصل ہے۔ انہوں نے جس للّٰہیّت، بے پناہ جذبۂ خدمت، اور کمال درجہ ایثار و فدائیت کا نمونہ دکھایا آنے والی نسلیں قیامت تک اس پر قبولیت اور محبّت و عقیدت کے پھول نچھاور کرتی رہیں گی اور اُن کا یہ قابلِ رشک نمونہ آنے والی نسلوں کو اِس بات پر آمادہ کرتا رہے گا کہ وہ اپنے اِن بزرگ اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنی زندگیاں خدمتِ اسلام کے لئے وقف کریں اور اپنے عمل سے اُن کی قربانیوں کی یاد کو ہمیشہ زندہ رکھیں۔

جن خوش نصیب صحابۂ مسیح موعودؑ کو اِس تاریخی موقعہ پر مسیحِ پاک علیہ السلام کی خدائی آواز پر لبّیک کہنے کی سعادت نصیب ہوئی اُن میں سے حضرت قاضی محمدؐ عبد اللہ صاحب مدظلّہ، کا عریضہ جو انہوں نے خدمتِ اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کی خدمت میں تحریر کیا اور اُس پر حضورؑ نے جو نوٹ رقم فرمایا اُس کا عکس ماہنامہ "انصار اللہ" بابت نومبر ۱۹۶۰ء میں شائع ہو چکا ہے۔ آج ہم ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اَور بزرگ صحابی حضرت مولوی محمدؐ دین صاحب بی۔ اے ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کا تحریر کردہ عریضہ اور اُس پر حضور علیہ السلام کے اپنے دستِ مبارک سے رقم فرمودہ نوٹ کا عکس پہلی بار ہدیۂ احباب کرنے کا فخر حاصل کر رہے ہیں۔ یہ تاریخی دستاویز ہمیں مکرم جناب شیخ محمدؐ اسمٰعیل صاحب پانی پتی لاہور نے ازراہ نوازش بغرضِ اشاعت عنایت فرمائی ہے جس کے لئے ہم اُن کے از حد ممنون ہیں۔ آئندہ اشاعتوں میں ہم صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اسی طرح کے دوسرے خطوط اور اُن پر حضورؑ کے رقم فرمودہ نوٹ شائع کرنے کا اہتمام کر رہے ہیں تاکہ تاریخِ احمدیت کے اِس اہم واقعہ کی تفصیلات جس حد تک ممکن ہو سکے ریکارڈ میں آجائیں۔ وما توفیقنا اِلّا باللہ۔

حضرت مولوی محمد دین صاحب مدظلہ کا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

سیدنا و مولینا و ہادینا ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

حضور کے ارشاد کے بموجب یہ عاجز اپنی اس ناچیز زندگی کو دین کی خدمت میں وقف کرتا ہے، اگرچہ یہ عاجز کسی کام کا نہیں جب تک خدا تعالیٰ کا فضل اس کے شاملِ حال نہ ہو۔ حضور کو معلوم ہوگا کہ میں نے دین کی خاطر اپنے اقرباء و والدین کو چھوڑا ہے اور اگر اس چھوڑنے کے بعد بھی بندہ کسی دینی کام میں کام نہ آیا تو پھر اس خویش و اقرباء کے چھوڑنے سے فائدہ کیا ہے۔ میرا دل ہمیشہ کڑھتا رہتا ہے کہ کسی طرح مجھ سے کوئی دینی کام نکلے۔ اسی لئے میں نے مدرسہ کی ملازمت چھوڑ کر تعلیم آگے شروع کی ہے۔ میرے امتحان بی۔ اے میں صرف چار مہینے باقی ہیں۔ اگر حضور کا ارشاد ہو تو میں ابھی تعلیم کو بند کر دیتا ہوں کیونکہ میری غرض صرف دینی خدمت ہے۔ حضور سے التجا ہے کہ ضرور اس عاجز کی عرض کو قبول فرمالیں اور اپنے اس سلسلۂ غلامی میں داخل کر لیں۔ مجھے اپنے اعمال سے ہمیشہ ڈر لگا رہتا ہے اس لئے حضور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل و کرم سے استقلال عطا فرما دے اور منعم علیہ گروہ میں بنا دے۔ میں دوبارہ خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حضور کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے اس خدمت سے محروم نہ کیجئے گا کیونکہ میری نجات اور سعادتِ دارین اسی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کو اپنے مشن میں کامیاب اور مظفر و منصور کرے۔ آمین، آمین، آمین !!!

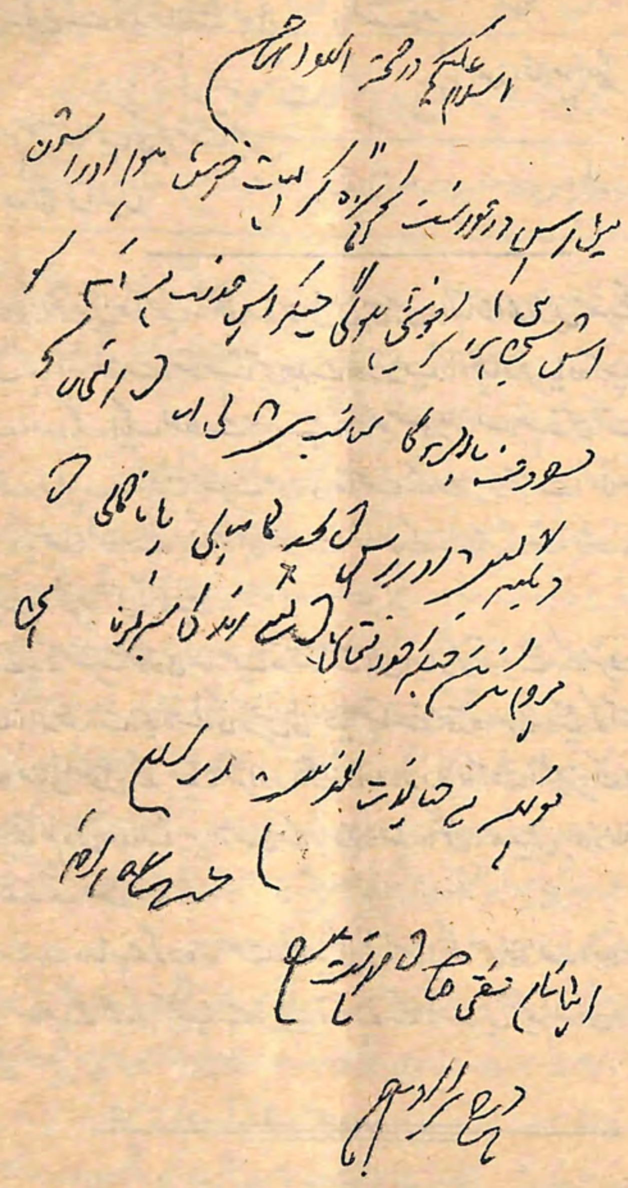
والسّلام

حضور کا غلام

محمد الدین

مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۰۷ء

حضور علیہ السلام کے رقم فرمودہ نوٹ کا عکس


السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اس درخواست کو پڑھ کر بہت خوش ہوا اور اس دن

حضورؑ کے نوٹ کی عبارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

میں اس درخواست کو پڑھ کر بہت خوش ہوا اور اس دن

اس سے بھی بڑھ کر خوشی ہوگی جبکہ اس خدمت پر آپ کو مصروف پاؤں گا۔ مناسب ہے کہ بی۔اے کے امتحان کو دیکھ لیں اور اس کے بعد کامیابی یا ناکامی کی پروا نہ کریں جبکہ خدا تعالےٰ کے لئے زندگی بسر کرنی ہے تو یہ خیالات لغو ہیں۔ والسّلام

مرزا غلام احمد

اپنا نام مفتی صاحب کی فہرست میں
درج کرا دیں

حضرت مولوی محمد دین صاحب مدظلہٗ نے جوانی میں ہی جس والہانہ انداز میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہا اور خدمتِ اسلام کے جس جذبے اور تڑپ کا اظہار فرمایا وہ آپ کے مندرجہ بالا عریضے کے ایک ایک فقرے اور ایک ایک لفظ سے ظاہر ہے اور پھر حضور علیہ السلام نے جن محبت بھرے الفاظ میں اس پر خوشنودی کا اظہار فرمایا وہ نہ صرف حضرت مولوی صاحب کے لئے بلکہ خدمتِ اسلام کا جذبہ رکھنے والے تمام احباب کے لئے مایۂ صد افتخار ہے کیونکہ جو بھی خدمتِ اسلام کے لئے آگے قدم بڑھاتا ہے وہ اس خوشنودی کے حصول میں شرکت کا فخر حاصل کرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت مولوی صاحب مدظلہٗ کے اس ایثار کو قبولیت کے شرف سے نوازا اور آپ کو آگے چل کر اسلام کی شاندار خدمات بجا لانے کی توفیق ملی۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ پہنچ کر آپ نے تبلیغِ اسلام کا فریضہ ادا کیا نیز تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر اور انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر کی حیثیت سے آپ نے نمایاں خدمات سرانجام دیں اور اب پیرانہ سالی کے باوجود صدر انجمن احمدیہ میں بطور ناظر تعلیم خدمات انجام دے رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ جماعتِ احمدیّہ کی نئی نسلوں کو بھی خدمتِ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرنے اور اسلام کے غلبے کو قریب سے قریب تر لانے کے سلسلہ میں عظیم الشان کارنامے سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ۞

پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق جماعت کی بھاری ذمہ داری

"بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا" (المسیح الموعودؑ)

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

مصلح موعود والی پیشگوئی کو جو اہمیت حاصل ہے وہ احبابِ جماعت سے پوشیدہ نہیں۔ اِس پیشگوئی کے متعلق اوّلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے دن ہوشیارپور کے مقام پر (جو آجکل بھارت کے صوبہ مشرقی پنجاب میں واقع ہے) وحی نازل ہوئی تھی۔ جس کا آغاز اِن الفاظ سے ہوا تھا کہ:-

"مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں"

بلکہ حقیقتاً اس پیشگوئی کا آغاز تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے ہی ہو گیا تھا جبکہ آپؐ نے آنیوالے مسیح کے متعلق یہ الفاظ فرمائے تھے کہ یتزوّج و یُولد لہٗ اور پھر اس کے بعد درمیانی زمانہ میں بھی اُمّتِ محمدیہ کے بعض اولیاء اِس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرماتے رہے ہیں مگر اس پیشگوئی کی پوری تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہی نازل ہوئی جبکہ آپؑ ہوشیارپور کے ایک گوشۂ تنہائی میں عبادت اور تضرعات میں مصروف ہو کر چلّہ کشی فرما رہے تھے۔ اور جو شخص بھی اِس پیشگوئی کے الفاظ کا مطالعہ کریگا اور ان کی گہرائیوں میں غوطہ لگائے گا وہ اس پیشگوئی کی غیر معمولی شان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اِس پیشگوئی کی اہمیت اِس لحاظ سے اَور بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ صرف ایک فردِ واحد کے متعلق ایک انفرادی نوعیت کی پیشگوئی نہیں ہے جس میں اس کی ذاتی شان کا اظہار کیا گیا ہو بلکہ حقیقتاً یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدا دادمشن اور اس کی عالمگیر وسعت اور اس کے تسلسل اور اس کی غیر معمولی کامیابی اور بامرادی سے تعلق رکھتی ہے۔

مگر اِس جگہ مجھے اِس پیشگوئی کی تفاصیل پر بحث کرنا منظور نہیں بلکہ مَیں اِس پیشگوئی کے صرف اُس مخصوص پہلو کے متعلق چند مختصر الفاظ کہنا چاہتا ہوں جو جماعت احمدیہ کی ذمہ داری سے تعلق رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب کسی جماعت کے امام کی صفات کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کوئی امر ظاہر فرماتا ہے تو اس سے لازماً ضمنی طور پر یہ مراد بھی ہوا کرتی ہے کہ جماعت کے افراد کو چاہیئے کہ وہ بھی اپنے آپکو ان صفات سے متصف کریں کیونکہ جیسا کہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے جماعت کے امام کی حیثیت ایک انجن کی ہے اور اس کے متبعین گویا اُن گاڑیوں کا رنگ رکھتے ہیں جو اُس انجن کے ساتھ لگائی جاتی ہیں۔ پس اگر کسی گاڑی کے ڈبے انجن کے ساتھ کھنچے جانے کی اہلیت نہ رکھتے ہوں یا ان کے پہیوں میں ایسی صفائی اور روانی کا رنگ نہ پایا جاتا ہو کہ وہ ایسی تیز رفتاری کے ساتھ انجن کے ساتھ چل سکیں جس پر کہ

خود انجن چلتا ہے تو ظاہر ہے کہ ایسی گاڑی کبھی بھی وقت مقررہ پر اپنے منزلِ مقصود کو نہیں پہنچ سکتی بلکہ اسے قدم قدم پر حادثات کا اندیشہ رہتا ہے۔ پس جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر مصلح موعود کی ذات کے متعلق بعض مخصوص اوصاف بیان کئے ہیں وہاں لازماً ان کے ذریعہ یہ اشارہ کرنا بھی مقصود ہے کہ جماعت کو بھی اپنے اندر یہ اوصاف پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے تا کہ گاڑیوں اور انجن کے درمیان کامل اتحاد اور موافقت کی صورت قائم رہے اور گاڑی کم سے کم وقت میں اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جائے اور میں اس جگہ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کیلئے یہ مختصر سا نوٹ لکھ رہا ہوں۔

یوں تو مصلح موعود والی پیشگوئی میں مصلح موعود کے متعلق بہت سے اوصاف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لیکن وہ باتیں جن کا اس پیشگوئی میں مخصوص اشارہ ہے اور جو جماعت کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں وہ ذیل کی چار باتیں ہیں:۔

۱۔ پہلی بات جو مصلح موعود والی پیشگوئی میں خصوصی رنگ رکھتی ہے اور اس بات کی نوعیت بھی دراصل ذاتی نہیں بلکہ جماعتی ہے وہ ذیل کے الفاظ میں بیان کی گئی ہے، خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"وہ رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا"

مصلح موعود کی یہ علامت جماعت احمدیہ کو ہوشیار کر رہی ہے کہ اپنے امام کی طرح اس کے ہر فرد کو بھی خدا سے تعلق پیدا کر کے اور رُوح الحق کے ساتھ واسطہ جوڑ کر اپنے اندر یہ طاقت پیدا کرنی چاہیئے کہ وہ دوسروں کو بیماریوں سے صاف کر سکے۔ یہی وہ اعلیٰ اور ارفع صفت ہے جو ہر روحانی مصلح کا طرۂ امتیاز ہوا کرتی ہے یعنی اُن میں اللہ تعالیٰ یہ اہلیت پیدا کر دیتا اور یہ صفت ودیعت فرماتا ہے کہ وہ لوگوں کی اخلاقی اور روحانی بیماریوں کو صاف کرنے اور بیماروں کو شفا دینے کی خاص الخاص طاقت رکھتے ہیں۔ اسی لیے حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے بارہ میں بھی فرماتے ہیں کہ سچا مومن وہ ہوتا ہے کہ جب بھی اُس کے سامنے کوئی خلافِ اخلاق یا خلافِ مذہب بات آتی ہے تو وہ فوراً چوکس ہو کر اس کی اصلاح کی طرف توجہ دینی شروع کر دیتا ہے اور خاموش ہو کر نہیں بیٹھ جاتا۔ بلکہ آپ نے اس تعلق میں مومنوں کے تین مدارج بھی بیان فرمائے ہیں اور وہ یہ کہ (۱) بعض مومن ہاتھ کے ذریعہ یعنی اپنے انتظامی اور سماجی اختیارات کے ذریعہ دوسروں کے نقص کی اصلاح کر دیتے ہیں اور (۲) بعض جنہیں یہ اختیار حاصل نہ ہو وہ زبان کے ذریعہ اصلاح کر دیتے ہیں اور (۳) بعض جنہیں یہ طاقت بھی نہ ہو وہ دل میں بُرا مانتے اور دل میں دعا کرنے کے ذریعہ دوسروں کی اصلاح کا رستہ کھولتے ہیں۔ پس جبکہ مصلح موعود کی اوّلین صفت یہ ہے کہ وہ رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا تو پھر جن لوگوں نے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دے رکھا ہے اور آپ کے انجن کے ساتھ گاڑیوں کی طرح پیوست ہو گئے ہیں اُن کا بھی اوّلین فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے دائرہ میں دُنیا کے لئے سچے مصلح بننے کی کوشش کریں اور حکمت اور موعظہ حسنہ کے ذریعہ دُنیا میں بدی کو مٹاتے اور نیکی کو قائم کرتے چلے جائیں۔ اس مقصد کے لئے یہ ضروری ہے

کہ وہ اپنے اندر رُوح الحق کی برکت پیدا کریں جو ہمیشہ خدا کے ذاتی تعلق میں جنم لیا کرتی ہے۔

۲۔ دوسری خاص صفت جو الہامی پیشگوئی میں مصلح موعود کی بیان کی گئی ہے یہ ہے کہ:۔

"وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"

یہ صفت ہر رُوحانی مصلح اور اُس کی اتّباع میں ہر سچّے مومن کے لئے ایک ضروری صفت ہے جس کے بغیر کبھی بھی کوئی شخص ایک فعّال مردِ مجاہد نہیں بن سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو علم کو ایسا درجہ دیا ہے اور اُس کے لئے مومنوں کو اس حد تک ترغیب دلائی ہے کہ آپؐ اپنے زمانہ کے لحاظ سے ایک دُور دراز ملک اور کٹھن رستے والے علاقہ یعنی چین کا نام لے کر فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں علم سیکھنے کے لئے چین تک بھی جانا پڑے تو جاؤ اور خوشی سے جاؤ۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو سچّے علم کے زیور سے آراستہ کرے اور پھر اس علم کے ذریعہ نئے نئے زیور تیار کر کے دوسروں کو بھی زینت دیتا چلا جائے۔ پھر ایک خاص بات جو اوپر والے الہامی فقرہ میں بیان کی گئی ہے یہ ہے کہ مومنوں کا صرف یہی کام نہیں ہے کہ وہ علومِ ظاہری کے پیچھے لگ کر علومِ باطنی کو نظر انداز کر دیں یا علومِ باطنی کا پیچھا کر کے اپنے آپ کو علومِ ظاہری سے مستغنی سمجھیں بلکہ ضروری ہے کہ وہ دونوں قسم کے علوم سے مزیّن ہوں۔ علومِ ظاہری بھی حاصل کریں اور علومِ باطنی بھی حاصل کریں اور حاصل بھی اس طرح نہ کریں کہ صرف علم کا ایک چھینٹا پڑ جانے پر ہی قانع ہو جائیں بلکہ جیسا کہ الہامی الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے چاہیئے کہ وہ اپنے امام کی اتّباع میں اور اپنے آپ کو اسی کے رنگ میں رنگین کرنے کی غرض سے علوم کے خزانوں سے اس طرح پُر یعنی معمور ہو جائیں جس طرح کہ ایک اچھے اسپنج کا ٹکڑا پانی سے پُر ہو جایا کرتا ہے اور اس کے اندر کوئی خلا باقی نہیں رہتا۔

۳۔ تیسرا خاص نکتہ اس پیشگوئی میں اِن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ:۔

"مظہر الاوّل والآخر"

"یعنی مصلح موعود خدا کی صفتِ اوّلیت اور صفتِ آخریت دونوں کا مظہر ہوگا"

اِن مختصر الفاظ میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ مصلح موعود ایسے وقت میں ظاہر ہوگا کہ بعض درمیانی مشکلات اور درمیانی فتنوں کی وجہ سے گویا ایک لحاظ سے کام کی صرف ابتدائی تاریں ہی اس کے ہاتھ میں آئیں گی مگر وہ دن رات کی کوشش اور شب و روز کی جدوجہد کے ذریعہ اِن تاروں کو گویا اپنے دائرہ کی انتہا تک پہنچا کر دم لے گا۔ پس یہی صفت احباب جماعت کو بھی اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے کہ جب وہ کسی کام کا آغاز کر کے اس کی اوّلیت کے مظہر بنیں تو پھر تھک کر اور ماندہ ہو کر درمیان میں ہی نہ بیٹھ جائیں بلکہ اسے اس کے کمال تک پہنچا کر دم لیں۔ اسلام کا خدا ادھوری کوشش پر راضی نہیں ہوتا بلکہ وہ ہر عمل کو اس کے کمال کی صورت میں دیکھنا چاہتا ہے لیکن افسوس ہے کہ اکثر لوگ مظہر الاوّل تو شوق سے بن جاتے ہیں مگر مظہر الآخر بننے سے پہلے ہی تھک کر بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ سچّے مومنوں کا یہ کام ہے کہ وہ جب کسی کام کو ہاتھ ڈالیں تو پھر اُسے اس کی طبعی انتہا تک پہنچائیں اور کسی درمیانی مشکل سے ہراساں نہ ہوں۔ اس الہامی فقرہ کے ساتھ دوسرا فقرہ یہ ہے کہ:۔

"مظہر الحقّ والعلاء"

اس میں یہ اشارہ ہے کہ مومنوں کو ایسا بننا چاہیئے کہ ان کی جڑیں تو گہری اور مضبوط ہوں اور ان کی شاخیں آسمان سے باتیں کریں۔

۴۔ آخری یعنی چوتھی صفت جو اس پیشگوئی میں مصلح موعود کی بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ :-

"قومیں اس سے برکت پائیں گی"

یہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیع اور عالمگیر مشن کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اس بات کی طرف توجہ دلانے کے لئے لائے گئے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعودؑ کا مشن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں عالمگیر مشن ہے اور آپ قرآنی شریعت کی خدمت میں ساری قوموں اور سارے زمانوں کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں تو پھر لازماً مصلح موعود بھی یہی صفت لے کر آئے گا اور اس کے ہاتھ سے یہ بیج صرف بویا ہی نہیں جائے گا بلکہ زمین کے تخم سے پھوٹ کر سرعت کے ساتھ بڑھنا بھی شروع ہو جائے گا۔ اسلام کے دورِ اوّل میں حق وصداقت کا بیج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے بویا گیا اور حضورؐ ہی کے ہاتھوں سے اس کا پھیلاؤ روم اور ایران اور مصر اور حبشہ وغیرہ تک پہنچا اور بالآخر خلفاء کے زمانہ میں آکر اس مقدس بیج کے ذریعہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں بے شمار شاداب اور ترو تازہ باغات نصب ہو گئے لیکن اس کے بعد درمیانی زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ایک پیشگوئی کے مطابق یہ باغات کمزور پڑنے شروع ہو گئے اور مسلمانوں کی حالت ادبار کی صورت میں بدل گئی مگر جیسا کہ رسول پاکؐ (فداہ نفسی) نے فرمایا تھا مسیح موعود کے زمانہ میں اسلام کا دوسرا سنہری دور مقدر تھا جس کی عالمگیر وسعت کا زمانہ مصلح موعود کے عہد سے شروع ہونا تھا اور دنیا کے کناروں تک کی قوموں نے اس سے برکت پانی تھی۔ پس مصلح موعود کی اس مخصوص صفت کے ماتحت جماعت کا فرض ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں میں اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لے کر دنیا کے کونے کونے میں پھیل جائے اور ہر ملک اور ہر علاقہ اور ہر شہر میں پہنچکر قوموں کو برکت دیتی چلی جائے۔ بیشک اسوقت بھی دنیا کے بہت سے آزاد ممالک میں جماعت احمدیہ کے مبلغ اسلام کی تبلیغ کیلئے پھیلے ہوئے ہیں مگر دنیا کی وسیع آبادی کے مقابل پران مبلغوں کی تعداد گویا آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ لہذا اب وقت ہے کہ جماعت کے مخلص فدائی زیادہ سے زیادہ تعداد میں آگے آئیں اور ہر چہار اکناف عالم میں پھیل کر دنیا بھر کی قوموں کو برکت دیں ورنہ ظاہر ہے کہ موجودہ رفتار سے اسلام اور احمدیت کے عالمگیر غلبہ کا مقصد ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا اس کے لئے ایک طرف جماعت کی والہانہ جدّوجہد اور دوسری طرف خدا کی معجز نما نصرت کی ضرورت ہے۔ مجھے اسوقت اپنے بچپن کا ایک شعر یاد آرہا ہے جو میں نے جماعت کی موجودہ رفتار کے پیش نظر اپنی اوائل عمر میں کہا تھا اور اسی پر میں اپنے اس نوٹ کو ختم کرتا ہوں۔ میں نے کہا تھا ؎

سخت مشکل ہے کہ اس چال سے منزل یہ کٹے
ہاں اگر ہو سکے پرواز کے پر پیدا کر

سو دوست خدا سے دعا کریں وہ ہمیں دکھاوے کے پر نہیں بلکہ پرواز کے پر عطا کرے اور ہمارے ہاتھوں سے دنیا میں اسلام کا بول بالا ہو۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم ؛

(تربیتی مضامین)

ایک بیش قیمت غیر مطبوعہ مضمون

دُعا کی برکات

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۲)

اپنے فن میں یعنی شفائے امراض کی لائن میں تو مَیں نے اِس قدر عجائبات خدا تعالےٰ کے فضلوں اور دُعا کی قبولیتوں کے دیکھے ہیں کہ کوئی شمار و حساب نہیں۔ مثلاً ڈاکٹروں کی دلچسپی کے لئے لکھتا ہوں کہ ایک دفعہ حضرت مولوی عبد القادر صاحب مرحومؓ کی آنکھیں مَیں نے بنائیں اور دونوں ایک ہی دفعہ۔ چوتھے دن پٹی کھولنے پر دیکھا تو دونوں آنکھوں میں سخت Plastic Iritis یعنی اندرونی پردوں میں سوزش اور ورم تھا بلکہ دونوں Ant. Chambers اِس طرح بھرے ہوئے تھے جیسے پیپ بھرے ہوتے ہیں۔ مجھے مرحوم کے ساتھ بہت اُنس تھا اِس لئے بہت بے قرار ہوا۔ حضرت صاحب کے گوش گذار کر کے دعا کے لئے عرض کیا اور حضرت ام المومنین سے بھی۔ نیز خود بھی بہت دعا کی۔ چنانچہ دیکھتے دیکھتے چند دنوں میں ہی بلکہ ایک ہفتہ کے اندر دونوں آنکھیں بالکل صاف ہو گئیں اور جیسا کہ عموماً قاعدہ ہے پیچھے بھی اس مرض کے کوئی نشان یا آثار باقی نہ رہے اور وہ دونوں آنکھوں سے بالکل چنگے بھلے ہو گئے۔ ورنہ اِس طرح سخت قسم کے Double Plastic Iritis کا جو اتنے جلدی آپریشن کے بعد پیدا ہوا ہو اس طرح کامل طور پر صاف ہو جانا کہ گویا کوئی بیماری ہی نہیں ہوئی اور دونوں آنکھوں کا اِس طرح بچ جانا میرے علم میں کبھی نہیں آیا بلکہ لوگوں کو اندھا ہوتے ہی دیکھا ہے۔ غرض ناامید بیماروں کی شفا کے نمونے بیان کرنے لگوں تو یہ مضمون الف لیلہ ہی بن جائے۔

اور سنہ ۱۹۰۵ء میں مَیں ملازم ہوا اور ملازم ہوتے ہی تین ماہ کے اندر اتنا مقروض ہو گیا کہ اس سے مجھے سخت تکلیف محسوس ہوئی اور اتنی پریشانی بڑھی کہ آخر مَیں نے دعا کی کہ یا اللہ مجھے کبھی قرض کی بلا میں نہ پھنسائیو اور پھر اسی وقت یقین آگیا کہ اب یہ منظور ہو گئی۔ اب تیس سال کے بعد مَیں اِس بات کے اظہار میں کوئی حرج نہیں دیکھتا کہ مَیں یہ بیان کروں کہ پھر کبھی مجھ پر کسی قسم کا قرضہ نہیں چڑھا اور مَیں اِن تیس سال کی ہر رات قرضے کی طرف سے اِس آرام اور بے فکری کی نیند سویا ہوں کہ میرا دل ہی اِس احسانِ الٰہی کی قدر کر سکتا ہے۔ جب مَیں لوگوں کو قرضہ کی

تکالیف اور وعدوں پر اُن کی ادائیگی کے لئے اضطراب کو دیکھتا ہوں تو ہزار نعمتوں کی ایک نعمت اسے پاتا ہوں اور ہمیشہ دیکھتا ہوں کہ اگر مَیں کسی دن مر جاؤں تو انشاء اللہ کسی کا مقروض نہیں مروں گا اور اگر دست گردانی شاید کسی کا کچھ روپیہ دینا بھی ہو تو وہ اس کے فضل سے گھر میں موجود ہوگا۔ اور آئندہ کی بات معلوم نہیں اور خدا کا علم سب علموں پر غالب ہے اور اُس کا امر اُس کے علم پر غالب ہے اور وہ خود اپنے امر پر بھی غالب ہے۔ لا یسئل عما یفعل و ھم یسئلون۔ بات میں سے بات نکل آتی ہے، اِس بے فکری کی نیند پر مجھے یاد آیا کہ ایک اور وجہ بھی بے فکری کی نیند کی ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے ایک دفعہ اپنے لیکچر میں بیان کی تھی وہ یہ کہ جب مسلمان سونے کے لئے لیٹے تو اُس وقت تمام لوگوں کے قصور معاف کر کے سوئے۔ مَیں اُس وقت سے اِس پر عامل ہوں۔ اور دل ہی میں نہیں بلکہ زبان سے ایسے الفاظ ادا کر کے سوتا ہوں کہ میرے ذمہ کسی کا قصور نہیں، خداوندا تو گواہ رہیو کہ مَیں نے جو قصور کسی کا میری ذات کے متعلق تھا وہ معاف کر دیا سو اُس دن سے عجب راحت سوتے وقت اور عجب معافیاں اپنے گناہوں اور غفلتوں کی اُس ربّ العزت کی طرف سے پاتا ہوں۔

بعض چھوٹے چھوٹے واقعات قبولیتِ دُعا کے بڑے مزیدار ہیں، مثلاً ایک لمبا سفر رات کا پیش آگیا۔ مَیں دائم المرض، ساری رات کا سفر اور جاڑے کا موسم۔ برتھ ریزرو کرانے کا موقع نہیں ملا۔ دعا کی، ٹکٹ لیا، سوار ہوئے، تمام برتھ ریزرو شدہ پائے۔ آدھ گھنٹہ پہلے سب مسافر اُوپر نیچے اپنے برتھوں پر دراز اور ہم ہیں کہ ڈبہ کے دروازے میں اس کے فضل کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ اتنے میں ایک شخص پانچ منٹ ٹرین کی روانگی سے پہلے آیا اور ایک مسافر کو اُوپر کے برتھ سے اُتار کر لے گیا کہ کل چلے جانا آج فلاں کام بڑا ضروری رہ گیا ہے۔ اب وہ برتھ اُوپر کا تھا اور مجھے اُوپر تکلیف ہوتی ہے اس لئے مَیں نیچے کا برتھ چاہتا تھا اتنے میں ایک انگریز نیچے کے برتھ سے اُٹھا اور مجھے مخاطب کر کے کہنے لگا مجھے اُمید ہے آپ کو اعتراض نہ ہوگا اگر مَیں اِس اُوپر والے خالی برتھ پر سو جاؤں مجھے یہ نیچے کی جگہ پسند نہیں (شاید اس لئے کہ اس کے دونوں طرف "نیٹو" یعنی کالا لوگ سو رہا تھا) آپ میری جگہ اِس درمیانی برتھ پر آرام کریں مَیں بہت مشکور ہوں گا۔ مَیں نے کہا اچھا اور اپنا بستر بچھا کر لیٹ گیا۔ مگر نیند کہاں! اِس ذرا سے واقعہ نے میرا دل اُس میرے اپنے، میرے رفیق، میرے رحیم و کریم اور میرے "پرسنل خدا" کے احسان کے شکر میں بالکل پگھلا دیا۔

ایک دفعہ میرا تبادلہ شملہ کا ہوگیا۔ وہاں ایک ایسے کرنیل (کرنل جوڈوائن) سول سرجن تھے جن کی سخت زبانی اور سخت گیری کی شہرت اِس قدر تھی کہ مَیں نے وہاں روانہ ہوتے وقت بہت دعا کی کہ خدایا تو مجھے ہر قسم کی سختی سے بچائیو۔ غرض مَیں شملہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ بے چارے کل سے بیمار ہیں اور واکر (Walker) ہاسپٹل میں داخل ہوگئے ہیں۔ ایک ہفتہ یا عشرہ کے بعد معلوم ہوا کہ اُن کو ڈاکٹری سرٹیفکیٹ "ہل ڈائریا" (Hill Diarrhea)

کا دیا گیا ہے اور وہ لمبی چھٹی پر ولایت جا رہے ہیں۔ غرض دس روز بعد وہ ہسپتال سے بالا بالا ہی ولایت ہمیشہ کیلئے چلے گئے۔ نہ پھر ہندوستان میں آئے نہ میں نے اُن کی شکل کبھی دیکھی۔ اور خدا تعالیٰ نے اُن کی جگہ ایک نیک نہاد افسر کرنل ہیسیلبی کو جو اتفاقاً شملہ پر رخصت لے کر آئے ہوئے تھے وہیں لگوا دیا اور وہ میرے بڑے محسن ثابت ہوئے یہاں تک کہ جب میں تبدیل ہو کر لائلپور جانے لگا تو انہوں نے اپنی لائبریری میں سے مجھے کئی قیمتی کتابیں بطور تحفہ دیں۔

اب اِس سے بڑھ کر لو۔ ایک سال اُس جگہ جہاں میں متعین تھا ایک سخت عالمگیر قسم کی مصیبت آئی۔ اُس میں خدا تعالیٰ کی حکمت سے ایسے اسباب امتحان کے پیدا ہو گئے کہ سب سے زیادہ میرا مالی نقصان ہوا اور صحت کو سخت دھکا لگا اور کام نے مجھے توڑ دیا لیکن بعض لوگوں نے بعض باتوں کو بُرے رنگ میں مشہور کیا اور میری بعض باتوں کی رپورٹ ملاء القوم میں سے ایک بڑے آدمی کی معرفت نامناسب کرائی گئی۔ وہ میرے مخالفین کی پشت پر تھا۔ اُس نے بعض اختیارات میرے سلب کر لئے اور اپنے لوگوں کے سپرد کر دیئے اور جو ایک شریف آدمی کی توہین کے طریقے تھے وہ سب اختیار کئے گئے۔ میں ڈر کے مارے دعا بھی نہیں کرتا تھا کیونکہ میں نے اِس مصیبت میں امتحان کا رنگ محسوس کر لیا تھا۔ مگر بہرحال گو لفظی سوالی نہ تھا صورت سوالی ضرور تھا۔ آخر بڑے غوغا کے بعد یوں ہوا کہ ایک رجلٌ من اقصی المدینۃ کو خدا تعالیٰ نے میری طرف سے خود بخود میرا وکیل بنا کر کھڑا کر دیا اور اُس نے بغیر میرے علم اور اطلاع کے ایک ایسا ایڈریس حاکمِ وقت کے سامنے پیش کیا کہ حاکم نے میرا نام لے کر میرے کام کی تعریف اُس ایڈریس کے جواب میں کی۔ پھر شام کو ایک دوسرے حاکم نے مجھے کہا کہ معاملہ ہم پر کھُل گیا ہے "They were stabbing you behind the Back" یعنی یہ لوگ پُشت کی طرف سے تم پر چھری چلا رہے تھے۔ سرکار نے مجھے نقصانات کا کچھ معاوضہ بھی دیا اور خطاب بھی اور میرے خدا نے پوٹے سے بہت بہت، بہت زیادہ مجھ پر انعام فرمایا۔ اور اُن لوگوں کی پارٹی ٹوٹ گئی اور وہ منتشر کر دیئے گئے۔ میں قادیان رخصت پر آیا پھر میں اپنی بیوی کی بیماری کے علاج کے لئے لاہور گیا۔ جس روز ہم نے قادیان واپس آنا تھا اس سے ایک دو روز پہلے سارا شہر بلکہ سارا صوبہ زلزلہ کی زد میں آ گیا۔ وہ بڑا آدمی جو جوان اور ہٹا کٹا تندرست تھا اور جس کی طاقت پر اُن لوگوں نے ریشہ دوانیاں کی تھیں اور میری ذلّت کے درپے ہوئے تھے عین اُسی روز اُس نے ایک بڑی بھاری دعوت کی اور جب وہ ختم ہوئی تو آدھ گھنٹہ بعد بے چارا دم کے دم میں رخصت ہوا۔ سو خدا مجھے قادیان لے گیا اور میرا سالانہ جلسہ جو میں نے تیس سال سے (اِلّا ماشاء اللہ) کبھی ناغہ نہیں کیا تھا اس سے بجبریّہ مجھے جدا کیا کہ چل موقعہ پر چل میں تجھے کیا بات دکھاتا ہوں اور میں وہ ہوں جس کی بابت کہا گیا ہے نبّئ عبادی اِنّی انا الغفور الرحیم و انّ عذابی ھو العذاب الالیم سو کیا عظمت اور شفقت ہے اُس خدا کی جو اپنے ذلیل بندوں کا ایسا خیال رکھتا ہے جیسا ایک ماں بھی نہیں رکھتی اور دکھاتا ہے کہ میں یوں بھی کیا کرتا ہوں۔ اِس کے بعد اُس نے مجھے ایک نہایت عمدہ جگہ پر میری مرضی دریافت کر کے بھیج دیا۔

اور وہاں میرے کاموں کے بوجھ ہلکے کر دیئے اور تنخواہ بہت بڑھا دی۔ اور کیا بیان کروں کیا کیا احسانات کئے جن میں سے بعض ناقابلِ بیان ہیں اور ایک یہ بھی کہ اُس متوفّی کی بیوہ اور بچوں کے علاج معالجہ کی مدّت دراز تک مفت اور خاص توجہ اور شفقت کے ساتھ توفیق دی تا کہ خود مجھ پر یہ ثابت کر دے کہ میرے دل میں اُس سے کسی قسم کی عداوت نہ تھی بلکہ وہ الٰہی تقدیر تھی جو براہِ راست نازل ہوئی تھی۔

غالباً ۱۹۳۵ء کا واقعہ ہے کہ میرا تبادلہ گورداسپور سے گوجرہ کا ہو گیا۔ میں سیدھا اپنی موٹر سائیکل اور سائیڈ کار پر بذریعہ نہر کی پٹڑی قادیان ہوتا ہوا آگے چلا۔ ایک کرایہ کا مستری موٹر سائیکل کو چلا رہا تھا اور میں سائیڈ کار میں بیٹھا تھا۔ جب ہم دونوں قادیان سے اٹھارہ بیس میل نکل آئے تو وہ موٹر سائیکل ایک جگہ نہر کے کنارے یکدم ٹوٹ گیا۔ جنڈیالہ ریلوے اسٹیشن وہاں سے کئی میل تھا۔ میں نے مستری کو تو کہا کہ نزدیک کسی گاؤں میں جا کر کوئی گڈّا کرایہ پر لے آئے اور خود نہر کے کنارے دعا میں مصروف ہو گیا۔ خیر ایک دو گھنٹہ میں ایک ٹوٹا پھوٹا گڈّا آ تو گیا اور موٹر سائیکل بھی اس پر لاد دی، مگر مجھے یہ تشویش کہ اب غروبِ آفتاب کا وقت ہو گیا ہے اور جنڈیالہ پانچ سات میل ہے اور راستہ میں بالکل جنگل ہے، نہ مستری قابلِ اعتماد ہے اور نہ گڈّے والے سکھ قابلِ اطمینان معلوم ہوتے ہیں اور میری جیب میں کافی نقدی موجود ہے، میرے لئے رات کو اتنا چلنا بھی مشکل ہے، خدایا تو ہی کوئی انتظام کر۔ ابھی ہم روانہ بھی نہ ہوئے تھے کہ اتنے میں پیچھے سے موٹر کا ہارن سنائی دیا۔ میں نے کہا کہ کوئی انگریز ہوگا جو دورہ یا سفر پر جا رہا ہوگا۔ اتنے میں وہ کار یکدم میرے منہ کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ حیران رہ گیا جب اندر حضرت صاحب اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے چہرے نظر آئے۔ پہلے دھوکا ہوا کہ یہ یہاں کہاں! شاید یہ میرا خواب ہے یا وہم۔ مگر جب وہ ہنسے اور بولے تو مجھے یقین آیا کہ فرشتے نہیں بلکہ انسان ہیں۔ بس میں ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور سیدھا چوہدری صاحب کی اُس کار میں لاہور تک آ گیا۔ یہ سب لوگ ہنسی خوشی کی باتیں کر رہے تھے مگر اس عجیب اور بروقت آسمانی مدد سے میرا دل شکر کے جذبات سے اتنا لبریز ہو گیا تھا کہ سارے راستے میں بڑی مصیبت سے اپنے تئیں ضبط کرتا آیا ورنہ روتے روتے شاید میری چیخیں نکل جاتیں۔

لوگ اِن باتوں کو اتفاقی سمجھیں مگر جس پر گزری ہوں اس کے دل سے پوچھنا چاہیئے کہ آقا کے احسان غلاموں پر کس طرح ہوتے ہیں اور تکلیفوں سے وہ ان کو کس طرح نجات دیتا ہے اور کس کس رنگ میں۔ اور یہ لطف ہمیشہ انہی کو آتا ہے جو کسی واقعہ یا حادثے کو دنیا میں اتفاقی نہیں سمجھتے بلکہ ان کا ایمان ہوتا ہے کہ بلا مشیّت اور ارادۂ الٰہی کے کوئی بات بھی دنیا میں ظہور پذیر نہیں ہوتی اور نہ ہو سکتی ہے۔ واقعات کو اتفاقی کہہ دینا اور It happened by chance کا فقرہ منہ پر لانا صرف دہریوں کا کام ہے یا اُن لوگوں کا جو بہت سی باتوں کو تصرّفِ الٰہی سے باہر یقین کرتے ہیں۔ یہی "اتفاق" اور "Chance" کا خیال بڑھتے بڑھتے

اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ پھر اُن کا دل کہتا ہے کہ جب سو میں سے پچاس باتیں اتفاقی یعنی بغیر کسی ارادے اور مشیت کے خود بخود قانون قدرت میں واقعہ ہوتی رہتی ہیں تو باقی پچاس بھی ایسی ہی مان لو اور تمام انتظام کو اتفاقی سمجھ کر کسی مدبّر، بالارادہ، علیم، لطیف، خبیر ہستی کا انکار ہی کر دو اور اپنے سر سے ایک خواہ مخواہ کا بوجھ اتار پھینکو۔ سو یہ بھی ہے ایک وجہ دہریہ ہونے کی اور علاج اس کا یہی ہے کہ تم مسلمان ہو کر کبھی یوں نہ کہو کہ فلاں بات اتفاقاً ہو گئی یا فلاں حادثہ اتفاقاً پیش آ گیا بلکہ ہمیشہ یوں کہا کرو کہ خدا کا کرنا ایسا ہوا یا اللہ تعالےٰ نے یوں چاہا۔ تب خدا کے فضل سے تم مخفی دہریت کی آگ سے محفوظ ہو گے جو آجکل دنیا پر مسلط ہو رہی ہے۔

اگر اس طرح قبولیتِ دعا کے نمونے ہر احمدی اپنی ذات میں دیکھے تو حیران رہ جائے مگر بات اتنی ہے کہ بعض لوگ دیکھتے ہیں مگر غور نہیں کرتے اور ہر دعا کے آئینہ میں اپنے ربّ کے چہرے پر نظر نہیں ڈالتے بلکہ صرف مطلب لے کر اور آئینہ اوندھا رکھ کر واپس چلے آتے ہیں۔ پس ڈھونڈو اپنے ربّ کو اپنی دعاؤں میں اور ان دعاؤں کی قبولیتوں میں اور تم پاؤ گے اُس کو چھپا ہوا وہیں جہاں تمہاری دُعا ہے۔

چونکہ دعا کا مسئلہ اس وقت درپیش ہے اس لئے آخر میں مَیں بھی خلاف اپنی قدیم نامناسب عادت کے پڑھنے والے احباب کی خدمت میں یہ التماس کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے بھی فلاحِ دارین کی دعا فرماویں اور یہ کہ مجھے اور میرے اہل و عیال کو خدا ہدایت نصیب کرے اور صراطِ مستقیم پر ہمیشہ قائم رکھے اور ہمیں اپنی قبروں کے لئے کچھ جگہ مقبرہ بہشتی میں مل جائے۔ اور اللہ تعالےٰ ہمیں جسمانی اور روحانی شفا دے کر اپنی معرفت، محبّت، عبدیّت، اور قُرب کی چاشنی عطا فرمائے اور اپنی دائمی رضا سے سرفراز کرے، اپنے کلام یعنی قرآن مجید اور کتابِ حکیم سے مناسبت اور تعلق بخشے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں حشر ہو، اور حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام میرا جنازہ پڑھائیں اور میّت کو اپنا کندھا دیں۔ آمین ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند ٭ آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

اور ساتھ یہ فضل ساری جماعت پر ہوں کیونکہ بغیر سب کی شمولیت کے کچھ لطف اور کچھ مزا نہیں اور ساری جماعت سے مراد نہ صرف موجودہ بلکہ گذشتہ اور آئندہ سب کی سب جماعت ہے۔ آمین ثمّ آمین یاربّ العٰلمین یا ارحم الراحمین ٭

نئی نسلوں کی رُوحانی تربیت

اور

انصار اللہ

(مکرم بشارت الرحمٰن صاحب ایم - اے)

ابتدائے آفرینش سے ہمیں دنیا کی اقوام و افراد میں ترقی و تنزّل کی متضاد کیفیتیں نظر آتی ہیں۔ جُہلاء تو ہر امر کو تقدیر یا قسمت کی طرف منسوب کر دیتے ہیں لیکن غور کرنے پر معلوم ہوگا کہ اللہ تعالےٰ نے دنیا میں کوئی اندھی تقدیر جاری نہیں کی۔ ہاں بعض قوانین پر عمل کرنے یا انہیں توڑنے اور اُن کی خلاف ورزی کرنے کے ساتھ تقادیر وابستہ ہیں۔ جو اقوام ترقی کی طرف لے جانے والے راستوں پر گامزن ہوتی ہیں وہ ترقی کر جاتی ہیں۔ ترقی حاصل کرنے کے بعد اگر یہ اقوام اپنی خوبیوں اور کمالات کو اپنی نسلوں میں منتقل نہیں کرتیں تو بالآخر قعرِ مذلت میں گر جاتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے :-

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۔

(سورۃ الرعد ۲)

یعنی اللہ تعالیٰ کسی قوم کو کوئی انعام دیکر وہ انعام اُس سے واپس نہیں لیتا جب تک کہ وہ قوم خود اپنی حالت میں تغیّر پیدا نہ کرلے۔

اللہ تعالیٰ انبیاء کے ذریعہ سے ایک پاکباز جماعت دنیا میں قائم فرماتا ہے۔ لیکن عموماً ایسا دیکھنے میں آتا ہے کہ کچھ عرصہ تک غلبۂ ہدایت قائم رہتا ہے۔ پھر جوں جوں زمانۂ نبوّت سے دُوری ہوتی چلی جاتی ہے افرادِ جماعت میں رُشد و اصلاح کی کمی آتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ زمانہ آجاتا ہے جسے قرآن کریم میں اس طرح بیان کیا گیا ہے :-

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ

ترجمہ - پھر اُن کے بعد ایسی نسل آئی جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ گئے

فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ٥
(سورۃ مریم ع ۴)

پس وہ عنقریب گمراہی کے مقام تک پہنچ جائیں گے۔

لیکن جو قوم اپنے خصائل حسنہ کو اپنی نسلوں میں منتقل کرنے کی ذمہ داری سے غفلت نہیں کرتی اور اس مقصد کے حصول کے لئے پوری طرح سے کوشاں ہوتی ہے، اس کی ترقی کو لمبا کر دیا جاتا ہے۔ ان کی کوششوں کا انہیں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی پورا پورا بدلہ مل جاتا ہے اور کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ چنانچہ آیت مندرجہ بالا کے بعد اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا۔ جَنّٰتِ عَدْنِ نِالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا۔
(سورۃ مریم ع ۴)

یعنی وہ لوگ بُرے انجام اور تنزل و ہلاکت سے بچائے جائیں گے جو خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے رہیں گے۔ ایمان قائم رکھیں گے اور مناسب حال اعمال بجا لائیں گے۔ یہ لوگ (دنیا اور آخرت کی) جنّت میں داخل ہوں گے اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا (یعنی) اُن جنّتوں میں جو ہمیشہ رہنے والی ہیں اور جن کا (خدائے) رحمٰن نے اپنے بندوں سے ایسے وقت میں وعدہ کیا ہے جبکہ وہ ان کی نظر سے ابھی پوشیدہ ہیں۔ یقیناً خدا کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے۔

جماعت احمدیہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے دائمی جنّت کا وعدہ کیا ہے۔ ایک نئے آسمان اور نئی زمین کی خبر دی ہے۔ شرط یہ ہے کہ ہم اپنے اعمال سے اللہ تعالےٰ کے فضلوں کو جذب کر لیں تا ہمارے ذریعہ سے دنیا میں ایک پُر امن معاشرہ قائم ہو جس کے ٹھنڈے سایوں میں ماندہ اور فلاکت زدہ انسانیت ابدالآباد تک آرام کرے۔ قادیان میں ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ کی شدید مخالفت کے ایام میں یہ سوچنا شروع کیا کہ اِن حالات میں ہمارا انجام کیا ہوگا۔ یکایک آپ کے دل پر یہ الہام نازل ہونے لگا اور کافی دیر تک ہوتا رہا (یا آپ کی زبان پر یہ فقرہ جاری ہو گیا):۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ۔

یعنی اس جنّت کی مثال جس کا متقیوں کو وعدہ دیا گیا ہے (یہ ہے)۔

یہ الہامی فقرہ دراصل قرآن کریم کی ایک آیت کا ٹکڑہ ہے۔ پوری آیت کریمہ یہ ہے:۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ أُكُلُهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا ۚ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوْا ۖ وَعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ ○

(سورۃ الرعد ع ۵)

یعنی اس جنت کا مثالی بیان جس کا پرہیزگاروں کو وعدہ دیا گیا ہے (یہ ہے کہ) اسکے (درختوں کے سایہ) تلے نہریں بہتی ہوں گی۔ اس کا پھل بھی ہمیشہ رہنے والا ہوگا اور اس کا سایہ (بھی)۔ یہ اُن (لوگوں) کا انجام ہوگا جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور انکار کرنے والوں کا انجام (دوزخ کی) آگ ہے۔

پس مندرجہ بالا الہام کے ذریعہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کو بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے رفقاء کے ذریعہ سے دنیا میں ایک جنت قائم کرنا چاہتا ہے جس کے پھل اور سائے بہت ہی لمبے عرصے تک قائم رہیں گے اور جب تک جماعت میں تقویٰ باقی رہے گا یہی حالت قائم رہے گی۔

پس ان بشارات کے پیش نظر ہماری جماعت کے افراد کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جلد سے جلد تر جذب کرنے کی اور پھر ہمیشہ اپنے اندر قائم رکھنے کی کوشش کریں۔ خدا تعالیٰ کے یہ افضال اور رحمتیں بھی ہمارے درمیان دیر تک قائم رہیں گی کہ ہم ایمان، نیکی، تقویٰ اور اعمالِ صالحہ کی روایات کو اپنی نئی پودوں میں منتقل کرتے چلے جائیں تا صحابہ مسیح موعود علیہ السلام کی طرح احمدیت کی آئندہ نسلیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر کی مصداق بنتی چلی جائیں کہ ؎

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا

جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کی روحانی تربیت کا بہت حد تک انصار اللہ پر دارومدار ہے۔ اگر وہ اس فرض کو ادا کریں گے تو الٰہی بشارات کے ماتحت علاوہ آخرت کے اجر کے اس دنیا میں بھی ایک جنتی معاشرہ کے قیام کا ذریعہ بنیں گے۔ اگر غفلت سے کام لیں گے تو قیامت کے روز اُن سے یقیناً بازپرس کی جائیگی۔ اللہ تعالیٰ اُن سے سوال کرے گا کہ تمہارے بچے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں و دیگر اقرباء جسمانی بیماریوں کا شکار ہوتے تھے تو تم مارے مارے پھرتے تھے مختلف ڈاکٹروں کے پاس اور مختلف ہسپتالوں میں جاتے اور علاج کراتے تھے، کیا وجہ ہے کہ جب تم نے اپنے انہی عزیزوں کو روحانی طور پر بیمار پایا تو اُن کا کما حقہٗ علاج کرانے کی کوشش نہ کی؟ یا کم از کم کیوں اتنی سرگرمی سے کوشش نہ کی جتنی سرگرمی تم اُن کی جسمانی بیماریوں کے علاج میں دکھاتے تھے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ - اَلْاِمَامُ رَاعٍ وَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ -

(بخاری - کتاب الجمعہ)

اے لوگو! تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اپنے زیرِ نگرانی اشخاص یا زیرِ نگرانی امور کے متعلق اُس سے جواب طلبی کی جائے گی۔ امام اپنی جماعت کا نگران ہے اور اس سے اس کی جماعت کے متعلق پوچھا جائے گا (اسی طرح امامِ وقت کی نیابت میں جو لوگ مختلف دینی ذمہ داریوں کو سنبھالے ہوئے ہیں اُن سے بھی اپنی اپنی ذمہ داریوں کے متعلق روزِ قیامت سوال کیا جائے گا) ایک مرد اپنے اہل و عیال کا نگران ہے اور اُن کے بارے میں اُس سے جواب طلبی کی جائے گی۔

مندرجہ بالا ارشادِ نبوی کے مطابق اگر ہماری جماعت کے افراد اِس سبق کو بار بار دُہرائیں اور سمجھیں کہ اُن کی ذمہ داریوں کے سلسلے میں اور خصوصاً اُن کی اولاد کی تربیت کے سلسلے میں اُن سے اللہ تعالےٰ کی طرف سے تفصیلی جواب طلبی کی جائے گی تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم جلد ہی اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے وارث نہ ہو جائیں اور اسلام کی عالمگیر اشاعت اور دائمی غلبہ کا دن مستقبل قریب میں ہی نہ دیکھ لیں۔

بعض دوست یہ سمجھ لیتے ہیں کہ جماعتی تربیت کے لئے خلیفۂ وقت کے ارشادات و خطبات سُن لینا ہی کافی ہے حالانکہ خلیفۂ وقت کا کام تو راہنمائی کرنا ہے۔ اُس راہنمائی کی روشنی میں عمل کرنا اور اس کی تفصیلات کو عملی جامہ پہنانا ساری جماعت کا کام ہے۔ جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی تکمیل اور فرائض کی ذمہ داری کا تعلق ہے ہر سچا احمدی مکلّف ہے اور قیامت کے دن اپنے اِس فرض سے متعلق اس سے بازپُرس ہو گی۔ اِسی لئے قرآن کریم میں مومنوں کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ۔

(سورۂ فاطر ع ۵)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں (پہلے نیک لوگوں کا) زمین میں قائم مقام بنایا ہے۔ جو شخص (اللہ تعالےٰ کے اس عظیم احسان کی) ناشکری کرے گا (یعنی اس کا حق ادا نہ کرے گا) تو اس کا نقصان اُسے ہی پہنچے گا۔

پس جو احمدی کام اور ذمہ داری کے لحاظ سے اپنے آپ کو خدا کے مسیح کے جانشین سمجھتے ہیں وہی ہیں جن کے

ذریعہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الہام پورے ہوتے ہیں کہ:۔

۱۔ "موت کے بعد میں پھر تجھے حیات بخشوں گا۔"

۲۔ "جو لوگ خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں وہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہو جایا کرتے ہیں۔"

(تذکرہ طبع ثانی صفحہ ۱۷۶)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی تکمیل کی ذمہ داری کیا بلحاظ اشاعتِ اسلام کے اور کیا بلحاظ اندرونی تربیت و اصلاح کے صرف خلیفۂ وقت پر ہی نہیں بلکہ ہر سچے احمدی پر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہٗ و ایدہٗ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"خلیفہ آخر کیا کر سکتا ہے؟ دو یا چار یا پانچ لاکھ یا دس لاکھ آدمیوں کو سمجھانے کے لئے ایک ایک کے گھر پر تو نہیں جا سکتا۔ اس کا طریق تو یہی ہے کہ لوگ سنیں اور آگے پہنچائیں، وہ سنیں اور آگے پہنچائیں۔ جب تک وہی آگ اُن کے دلوں میں بھی نہ لگ جائے، وہی تڑپ اُن کے دلوں میں بھی پیدا نہ ہو جائے جو خلیفۂ وقت کے دل میں لگی ہوئی ہو اور جب تک ایک ایک احمدی دوسرے کو پکڑ کر یہ نہ کہے کہ تم میں فلاں غلطی ہے اس کی اصلاح کرو اُس وقت تک یہ کام ہو ہی کس طرح سکتا ہے۔ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی وفات کے قریب جب حجۃ الوداع میں لوگوں کو جمع کر کے ایک تقریر کی تو اس آخری وصیت میں آپ نے یہی کہا کہ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ۔ میں نے یہ بات کہہ دی ہے مگر میری بات سب لوگوں کے کانوں تک نہیں پہنچ سکتی۔ میری بات اسی طرح دوسرے لوگوں تک پہنچ سکتی ہے کہ جو شخص مجھ سے کوئی بات سُنے وہ آگے پہنچائے، وہ اگلا شخص پھر آگے پہنچائے اور اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے۔ یہی قومی ترقی کا گُر ہے، اسی سے قومیں زندہ ہوتی ہیں، اسی سے وہ دنیا میں فتحیاب ہوتی ہیں۔ ورنہ خلیفہ خلیفہ ہی ہے، خدا نہیں۔ . . . . . پس جب ایک شخص سب دنیا تک اپنی آواز نہیں پہنچا سکتا تو پھر کونسا طریق ہے جس سے لوگوں کی اصلاح ہو۔ وہ طریق یہی ہے کہ ہر احمدی اپنے آپ کو دوسروں کی اصلاح کا ذمہ وار سمجھے، وہ رات اور دن اس کام میں لگا رہے اور اس غرض کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کرنے کے لئے تیار رہے۔ جب تم ایسا کر لوگے تو آسمان سے خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہونا شروع ہو جائے گا اور تمہاری کامیابی تمہارے سامنے آجائے گی۔" (تفسیر کبیر۔ زیر تفسیر سورۃ القریش صفحہ ۲۴۰)

اسی طرح بعض احباب یہ سمجھتے ہیں کہ اُن کے بچوں کی تربیت کرنا اساتذہ کا کام ہے یا عہدیداران جماعت یا مجالس

انصاراللہ و خدام الاحمدیہ کا کام ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ سب سے بڑھ کر یہ خود اُن کا اپنا کام ہے۔ بیشک اساتذہ عہدیداران جماعت نیز مجالس انصاراللہ و خدام الاحمدیہ کے عہدیداران اپنے اپنے دائرے میں قومی تربیت کے ذمہ دار ہیں اور وہ بھی اپنی اپنی ذمہ داریوں کے متعلق پوچھے جائیں گے لیکن ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں سب سے بڑھ کر اور اصل ذمہ دار ماں باپ کو ہی گردانا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں :-

مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ وَيُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ (بخاری)

یعنی ہر بچہ فطرتِ صحیحہ لیکر پیدا ہوتا ہے۔ اسکے ماں باپ ہی اُسے یہودی (یا یہودی صفت) عیسائی (یا عیسائیت کے رجحانات سے متاثر) مجوسی (یا اُسی قسم کے خیالات کا حامل) بنادیتے ہیں۔

گویا انسانی کریکٹر کی تشکیل کی اصل ذمہ داری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں باپ پر ہی ڈالی ہے لہٰذا میں انصاراللہ سے یہی عرض کروں گا کہ وہ اپنی اولادوں کی دینی تربیت کی طرف جسمانی تربیت و نشوونما سے بڑھ کر توجہ دیں۔ تا ایسا نہ ہو کہ جب موجودہ بزرگان سلسلہ اپنی ذمہ داریوں کو دوسری نسل کی طرف منتقل کریں تو سلسلہ کو کوئی نقصان پہنچ جائے۔ ہمارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہٗ و ایدہٗ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں ؎

ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں ؎ آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

پس انصاراللہ کو اِس امر کی پڑتال کرتے رہنا چاہیئے کہ کہیں اُن کی اولادیں احمدیت کو بدنام کرنے والے راستہ پر گامزن تو نہیں؟ اور اگر انہیں اُن میں کوئی خامی نظر آئے تو بطریق احسن اس کی اصلاح کریں اور اُس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک وہ کامیاب نہ ہوجائیں۔ اِس وقت اگر وہ خود اپنی اولادوں کی اصلاح کا موجب بن جائیں گے تو اُن کے لئے بھی یہ امر خوشی اور ثواب کا ذریعہ بنے گا پھر خود اُن کی اولادیں بھی محبت اور کچھ مصلحت تادیب کی آمیزش سے ایک سہل طریق سے جادۂ صواب پر گامزن ہوجائیں گی ورنہ اگلے جہان میں اور بعض اوقات مصائب اور ابتلاؤں کے ذریعہ اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ نے "دلوں پر سلگنے والی آگ" کو بگڑے ہوئے لوگوں کی اصلاح کا ذریعہ بنایا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اپنے عزیزوں کو اُس آگ پر مقرر تند او غلاظ فرشتوں کے سپرد کرنے کی بجائے لوگ خود ہی محبت آمیز ذرائع سے ان کی اصلاح کرلیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے :-

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ

یعنی اے مومنو! اپنے اہل کو بھی اور اپنی جانوں کو بھی دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن بعض منافق طبع ایمان کا دم بھرنے والے اور بالکل پتھر کا دل رکھنے والے یعنی کفار ہوں گے اس دوزخ پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو (کسی کی منت سماجت

غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۔
(سورۃ التحریم ع ۱)

سُننے والے نہیں بلکہ اپنے فرض کے ادا کرنے میں) بڑے سخت ہیں (یعنی اُن کی اصلاح کا ذریعہ بڑا سخت اور ناقابلِ برداشت ہوگا) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انکو جو حکم دیا ہے وہ اسکی نافرمانی نہیں کرتے (اور کسی کی آہ و زاری سے متاثر نہیں ہوتے) بلکہ جو کچھ کہا جاتا ہے وہ وہی کرتے ہیں ۔

پس بہتر یہی ہے کہ لوگ اپنی اولادوں کی محبت کے طریق سے خود ہی اصلاح کر لیں ورنہ اگر ان کے پھوڑے پک گئے تو پھر ان کی اولادوں کو بڑے ہی سخت سرجنوں کے حوالے ہونا پڑے گا ۔ العیاذُ باللہ ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک کے بعد بعض مسلمانوں سے یہ غلطی ہوئی کہ انہوں نے اپنی نیکیوں کو اپنی اولادوں میں منتقل کرنے کی کسی سوچی سمجھی ہوئی سکیم کے مطابق جدّوجہد نہ کی جس کی وجہ سے اُن کی اولادیں اُمّت کے ایک حصّہ کی تباہی کا موجب بن گئیں ۔ حدیث شریف میں آتا ہے :-

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ یَقُوْلُ ھَلَاکُ اُمَّتِیْ عَلٰی یَدَیْ غِلْمَۃٍ مِّنْ قُرَیْشٍ اِنْ شِئْتُ اَنْ اُسَمِّیَھُمْ بَنِیْ فُلَانٍ وَبَنِیْ فُلَانٍ
(بخاری)

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ میری اُمّت کا ایک حصّہ کچھ قریشی لڑکوں کے ہاتھوں تباہ ہوگا ۔ اگر مَیں چاہوں تو اُن کو معیّن بھی کر سکتا ہوں کہ وہ فلاں فلاں کے بیٹے ہیں ، جو اُمّت کے ایک حصّہ کی تباہی کا موجب ہوں گے ۔

پس انصار اللہ نے اگر احمدیت کی خاطر بڑی سے بڑی قربانیاں بھی کی ہیں ، اگر اپنی زندگیوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے تابع کر دیا ہے ، اگر دین کی خاطر قربانیوں میں سبقت کا نمونہ دکھلایا ہے لیکن ان خوبیوں کو اپنی اولادوں کی طرف منتقل نہیں کیا تو ان کے لئے غور طلب بات یہ ہے کہ کہیں اِس امر کا خطرہ تو نہیں کہ سلسلہ احمدیہ کا ایک حصّہ ان غیر تربیت یافتہ نوجوانوں کے ہاتھوں روحانی طور پر تباہ ہو جائے اور بالواسطہ طور پر اُن کے والدین بھی اِس تباہی کے ذمّہ دار ٹھہرائے جائیں اور اللہ تعالیٰ کی نگاہوں میں قابلِ مؤاخذہ ٹھہریں ؟ خدا کرے کہ ایسا نہ ہو بلکہ احمدیت کی ہر آنے والی نسل اپنے بزرگوں کی نیکیوں کی وارث ہوتی چلی جائے بلکہ اُن سے بھی بڑھتی چلی جائے ۔

بعض لوگوں کے دل میں شیطان یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ بچوں اور نوجوانوں پر کیا سختی کریں ، بڑی عمر میں خود بخود اُن کی اصلاح ہو جائے گی ۔ مگر کیا انہیں یقینی طور پر معلوم ہے کہ اُن کی اولادیں بڑی عمر کو ضرور پہنچیں گی ؟ اور اگر

پہنچیں گی تو پھر اپنی اصلاح بھی ضرور کر لیں گی ؟ بلکہ اغلباً عام حالت تو یہی ہوتی ہے کہ بچپن کی عادات و خصائل کی اصلاح بڑی عمر میں اگر ناممکن نہیں تو ازحد مشکل ضرور ہو جاتی ہے ۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو ایک بار یہ الہام ہوا تھا کہ :۔

"نفسِ انسانی کی اصلاح صغر سنی میں بہتر ہوتی ہے "

پس اے باب اس وسوسے میں مبتلا نہ ہوں اور چھوٹی عمر میں ہی اپنی اولادوں میں نیک بنیادیں قائم کر دیں تا اُوپر کی عمارت کی اٹھان بھی صحیح ہی رہے ؎

خشت اوّل چوں نہد معمار کج ÷ تا ثریا مے رود دیوار کج

یہ امر بھی یاد رکھیں کہ اگر ہمارے بچے چھوٹی عمر سے ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے بڑے ہوں گے اور آخر تک اپنی نیکی کو قائم رکھیں گے تو قیامت کے دن وہ اللہ تعالےٰ کی رحمت کے خاص سائے کے مستحق ہوں گے اور اسی طرح اُن کے والدین بھی خاص رحمت کے مستحق ہوں گے جن کی تربیت کے نتیجہ میں اُن کے بچے پروان چڑھیں گے ۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے :۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ ۔

(بخاری ۔ کتاب بدءالاذان)

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات آدمیوں کو اللہ تعالےٰ اُس دن اپنی خاص رحمت کے سائے میں رکھے گا جس دن سوائے اس کے سائے کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا ۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سات شخص گنوائے ، اُن میں سے ایک ہے :۔

شَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ ۔

یعنی ایسا نوجوان جو اپنے رب کی عبادت کرتے ہوئے جوان ہوا ۔

پس اے دوستو جو قیامت کے دن خدا تعالیٰ کی رحمت کے خاص سائے کے طلبگار ہو اپنی اولادوں کو بچپن کے زمانے سے ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی عادت ڈالو تا وہ اسی حالت میں جوان ہوں اور خود بھی رحمت کے سائے کے مستحق بنیں اور تم بھی اُن کی اچھی تربیت کے صلے میں اس رحمت کے سائے کے مستحق ہو سکو ۔

یہ ایک مستقل مضمون ہے کہ بچوں اور نوجوانوں کی تربیت کس طرح کرنی چاہیئے ۔ اللہ تعالےٰ نے یہ تمام امور قرآن کریم میں بیان فرما دیئے ہیں ۔ اسی طرح سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں بھی اس سے متعلق کافی راہنمائی موجود

ہے بشرطیکہ کوئی شخص مستعدی اور نیک نیتی سے مطلع ہونے کی کوشش کرے۔ اس مضمون میں مطلوب صرف یہ امر ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو اس امر کا احساس ہو جائے کہ اُسے اپنی نیکیوں کو اگلی پود میں منتقل کرنا ہے اور اس کی اچھی تربیت کرنی ہے۔ اگر ہم اس فریضہ میں کوتاہی کریں گے تو ہماری آئندہ نسل کا گناہ ہماری گردن پر بھی ہوگا' اور ہم اللہ تعالیٰ کے حضور پوچھے جائیں گے۔ تمام اوّلین و آخرین کی موجودگی میں بحرِ خجالت میں غرق ہونا پڑے گا۔ اس کے علاوہ اپنے متعلقین کے بُرے انجام کا رنج مزید اُٹھانا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی ذمّہ داریوں کو سمجھنے اور اُن سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثمّ آمین وبرحمتک یا ارحم الرّاحمین ؁

"عنواں کے بغیر"

(مکرّم شیخ روشن دین صاحب تنویر)

کچھ نہیں درکار مجھ کو وصلِ جاناں کے بغیر
حشر میں سایہ نہ ہو کچھ ان کے داماں کے بغیر

آتشِ دوزخ ہے کیا! ان کی نگاہِ پُرعتاب
کوئے رضواں کیا ہے! انکے روئے خنداں کے بغیر

اے فرشتو دیکھتے کیا ہو عمل نامہ مرا
اس میں کیا ہے نقش ہائے چشمِ حیراں کے بغیر

صدیوں سے بیٹھا ہوا تہ میں ہے بے حرکت یونہی
یہ سفینہ اب نہیں اُٹھے گا طوفاں کے بغیر

مہر و ماہ و اختر و شاخِ گل و برگِ سمن
ہل نہیں سکتے رضائے چشمِ فتّاں کے بغیر

جوہری طاقت پر ایماں امن کا ضامن نہیں
امن ہو سکتا نہیں اللہ پہ ایماں کے بغیر

ہم کو اے تنویر تزئینِ بیاں سے کیا غرض
کہہ دیتے ہیں چند دل کے راز عنواں کے بغیر

مصلح موعود کی اولو العزمی کا درخشندہ ثبوت

زمین کے کناروں تک اسلام کے تبلیغی مشنوں کا قیام

اللہ تعالیٰ نے اسلام کی صداقت اور قرآن مجید کی حقانیت کے اظہار کے لئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جس اولو العزم فرزند کی بشارت دی تھی اُس کی ایک واضح علامت یہ بیان فرمائی تھی کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت حاصل کریں گی۔ مصلح موعود کی شہرت اور قوموں کے حصولِ برکت سے لازمی طور پر مراد یہی تھی کہ اس کے ذریعے اسلام کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچے گی اور ہر قوم اور ہر ملک کے لوگ اُس کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے اِس امر کی گواہی دیں گے کہ انہیں یہ برکت اسی مقدس وجود سے ملی ہے۔

چنانچہ آج اپنے اور پرائے سب اِس امر پر گواہ ہیں کہ اشاعت و غلبۂ اسلام کا یہ وعدہ مصلح موعود کے ذریعے اوّل دن سے ہی اِس شان کے ساتھ پورا ہوتا چلا آرہا ہے کہ دنیا اس کی موعودہ اولو العزمی اور اس کے ذریعہ اسلام کی ہر طرف اور ہر سمت میں پیشقدمی کو دیکھ کر ورطۂ حیرت میں پڑی ہوئی ہے۔ جو چیز پہلے ناممکن نظر آتی تھی آج وہ حقیقت کا جامہ پہن کر خدا تعالیٰ کی ہستی، نبی اکرم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی صداقت کا ناقابلِ تردید ثبوت پیش کر رہی ہے۔ آج سے نصف صدی قبل دنیا کے حالات کو دیکھتے ہوئے کون کہہ سکتا تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ایسا انقلاب رونما ہوگا کہ کسی ایک ملک میں نہیں بلکہ دنیا کے کونے کونے میں عیسائیت کی بڑھتی ہوئی یلغار یکدم رُک جائے گی اور اس کی بجائے اسلام جو صدیوں سے پسپا ہو رہا ہے پوری ظفرمندی کے ساتھ آگے بڑھنے لگے گا۔ آج اسلام کو ہر طرف آگے ہی آگے بڑھتا ہوا دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا چشم زدن میں دنیا کی کایا پلٹ گئی ہے۔ پہلے اسلام آگے آگے بھاگ رہا تھا اور عیسائیت اس کا پیچھا کر رہی تھی لیکن آج عیسائیت شکست کھا کر ہر طرف پسپا ہو رہی ہے اور اسلام اس کا تعاقب کر رہا ہے۔

یہ انقلاب مصلح موعود کے ذریعے اُس خدا نے خود ظاہر کیا ہے جس نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو اپنے الہامِ خاص کے ذریعے اس کی خبر دی تھی۔ آج یہ دیکھ کر حیرت کی انتہا نہیں رہتی کہ گزشتہ چالیس سال کے اندر اندر کرۂ ارض کے گرد تبلیغِ اسلام کے مراکز کا ایک زبردست سلسلہ قائم ہو چکا ہے اور ملک ملک اور علاقے علاقے میں مصلح موعود کے بھیجے

ہوئے مبشرین اسلام، ایک طرف عیسائیت کو للکار رہے ہیں اور دوسری طرف لوگوں کو حق و صداقت کی طرف دعوت دے دے کر انہیں حلقہ بگوش اسلام بنا رہے ہیں۔ تبلیغ اسلام کے یہ مراکز دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک یورپ، ایشیا، افریقہ، شمالی اور جنوبی امریکہ کے وسیع علاقوں اور دُور دراز جزائر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ الغرض خشکی اور تری ہر جگہ اور ہر سمت میں خدائے واحد کے نام اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی منادی ہو رہی ہے۔ مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کی بلند پایہ اسلامی تصانیف اور آپ کے بھیجے ہوئے اِن مجاہدین اسلام کی مسلسل جدوجہد اور جان توڑ مساعی کے نتیجے میں حالات رفتہ رفتہ پلٹا کھا رہے ہیں۔ اب مغرب میں یقینی طور پر اسلام کے حق میں ایک زبردست رَو پیدا ہو چکی ہے، اسلام کا ایک نئے زاویہ نگاہ سے مطالعہ کرنے میں دلچسپی بڑھ رہی ہے اور پسندیدگی اور تعریف و توصیف کا ایک نیا رجحان صدیوں پُرانے تعصب کی جگہ لے رہا ہے۔ اِس روز افزوں دلچسپی اور تعریف و توصیف کے بڑھتے ہوئے رجحان کا اندازہ خود مغربی مصنفین کی اُن کتابوں سے بھی ہوتا ہے جو اسلام پر اُن کی طرف سے شائع ہو رہی ہیں۔ اسلام کی اِس نمایاں اور عظیم فتح میں نہ حکومتیں حصہ دار ہیں اور نہ دنیا کے دوسرے صاحبِ ثروت مسلمان۔ یہ انقلاب اگر رونما ہوا ہے تو مصلح موعود کی زیر قیادت جماعت احمدیہ کی زبردست تبلیغی مہم سے، اس کی دلوں کو موہ لینے اور مسخر کرنے والی حسین و جمیل تبشیر سے، نئے حالات اور نئے تقاضوں کے مطابق اسلام کی پُر اثر توجیہہ و تعبیر سے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور سیرۃِ مقدسہ کو نئے زاویوں سے پیش کرنے کے انتہائی مؤثر انداز سے اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی اُس موعودہ تائید و نصرت سے جس کا خاص پیشگوئی مصلح موعود کے ضمن میں اُس نے مسیح پاک علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا۔

آج دُنیا بھر کے اخباروں میں جس کثرت سے جماعتِ احمدیہ کی اِن تبلیغی مساعی اور ان کے نتیجے میں اسلام کی روز افزوں ترقی کا ذکر آ رہا ہے وہ سب پر عیاں ہے۔ تمام پڑھے لکھے اور اخبار بین حضرات اس سے اچھی طرح آگاہ اور باخبر ہیں۔ ذیل میں ہم ازراہِ امتثال جماعت کے اِن تبلیغی کارناموں سے متعلق امریکی اخباروں کے دو نئے اقتباس درج کرتے ہیں تاکہ اندازہ ہو سکے کہ آج سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے ذریعے دنیا میں اسلام کو جو سربلندی اور فتح حاصل ہو رہی ہے اپنے تو اپنے خود اغیار بھی دل سے اس کے معترف ہیں۔

افریقہ میں اسلام کا مؤثر دفاع اور پیشقدمی

ابھی نصف صدی قبل تک حالت یہ تھی کہ عیسائی پادری افریقہ کے پُورے برّاعظم کو گھڑے کی مچھلی کی طرح اپنا یقینی، قطعی اور سب طرف سے نرغہ میں پھنسا ہوا شکار سمجھتے تھے۔ ان کے لئے وہاں کسی قسم کی مزاحمت نہ تھی، اسلام کا دفاع کرنے والا کوئی ایک فردِ بشر نہ تھا اور میدان بالکل صاف تھا۔ یورپ اور امریکہ کی مشنری سوسائٹیوں نے ہزاروں ہزار

پادری وہاں بھیج کر علاقوں کے علاقے عیسائی بنا لئے اور بہت وسیع پیمانے پر سکول اور ہسپتال وغیرہ کھول کر افریقی آبادیوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا اور وہ انہیں اپنا نجات دہندہ سمجھنے لگے۔ بالآخر جنگِ عظیم اول کے بعد سیدنا حضرت المصلح الموعود نے افریقہ کی طرف توجہ فرمائی اور وہاں مبلغ بھیج کر اسلام کے دفاع کا ایک مستحکم نظام قائم فرمایا۔ چنانچہ ان مبلغین کی مجاہدانہ مساعی کے نتیجے میں اب وہاں مشرقی اور مغربی افریقہ کے وسیع علاقوں میں سینکڑوں کی تعداد میں مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اور اسی لحاظ سے نہایت وسیع پیمانے پر احمدیہ جماعتوں کا قیام عمل میں آ چکا ہے۔ افریقن بچوں کی تعلیم و تدریس کے لئے درجنوں اسلامی سکولوں کا قیام اس کے علاوہ ہے۔ چنانچہ جماعتِ احمدیہ کے اس مؤثر دفاع کی وجہ سے اب عیسائی پادریوں کو افریقی باشندوں کو عیسائی بنانے میں سخت مشکلات اور دقتیں پیش آ رہی ہیں اور اس کے بالمقابل اسلام بڑی سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔

افریقہ میں عیسائیت کی اس پسپائی کو روکنے اور اسے سہارا دینے کے لئے امریکہ کے مشہور عیسائی منّاد ڈاکٹر بلی گراہم نے افریقہ کے ملکوں کا ایک وسیع دورہ کیا تھا اور اس دورے میں انہوں نے پبلک لیکچروں کے ذریعے عیسائیت کے حق میں ایک زبردست رَو پیدا کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ جہاں بھی گئے انہوں نے دیکھا کہ اب پہلے کی طرح میدان ہموار نہیں ہے بلکہ ہر جگہ اور ہر مقام پر احمدی مبلغین ان کا مقابلہ کرنے کے لئے موجود ہیں۔ چنانچہ نیروبی، لیگس، ابادان، منروویہ اور فری ٹاؤن وغیرہ میں احمدی مبلغین نے اسلام کی نمائندگی کا فرض ادا کرتے ہوئے جس ظفر مندی کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا اس کے متعلق دنیا بھر کے اخباروں میں بکثرت خبریں شائع ہوتی رہی ہیں۔ اب تک جو خبریں منظرِ عام پر آ چکی ہیں اُن کے علاوہ امریکہ سے شائع ہونے والے عیسائیوں کے مشہور رسالے "مسلم ورلڈ" کی ایک اشاعت میں بھی ڈاکٹر گراہم کے اس دورے پر تبصرہ شائع ہوا ہے۔ مغربی افریقہ میں جماعت احمدیہ کے رئیس التبلیغ مکرم مولوی نسیم سیفی صاحب نے نائیجیریا کے شہر لیگس اور ابادان میں جس طرح ڈاکٹر گراہم کا مقابلہ کر کے اسلام کے خلاف ان کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا اور خود عیسائیوں پر اس کا جو اثر ہوا اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس تبصرہ میں لکھا ہے:۔

"ریورنڈ ڈاکٹر بلی گراہم نے اپنے افریقہ کے "صلیبی دورے" میں جو ۱۲ر جنوری ۱۹۶۰ء کو منروویہ میں شروع ہو کر ۱۳ر مارچ ۱۹۶۰ء کو قاہرہ میں ختم ہوا پچیس کے قریب عظیم اجتماعوں سے خطاب کر کے اہلِ افریقہ تک عیسائیت کا پیغام پہنچایا۔ چونکہ نسلی امتیاز کی پالیسی کے خلاف احتجاج کے طور پر انہوں نے یونین آف ساؤتھ افریقہ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا تھا اس لئے وہ وہاں نہیں گئے۔

نائیجیریا میں جہاں واضح طور پر مسلمانوں کی بہت بھاری اکثریت ہے انہوں نے دو ہفتہ کے اندر اندر پانچ شہروں کا دورہ کیا۔ ایک اطلاع کے مطابق ابادان میں چالیس ہزار کے مجمع میں سے قریباً

ساڑھے آٹھ سو اشخاص نے جن میں مسلمان اور مشرک دونوں شامل تھے آگے آ کر عیسائیت قبول کی۔ اپنے لیکچروں میں ڈاکٹر گراہم نے صلیب یافتہ مسیح، اس کے دکھوں اور مصائب نیز صلیب کی روحانی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے ہر جگہ اس امر پر خاص زور دیا کہ مسیح کا شاگرد ہونا کیا معنی رکھتا ہے اور اس کی کیا قدر و قیمت ہے۔"

مسٹر نسیم سیفی نے جو لیگس میں جماعت احمدیہ کے بڑے سرگرم مبلغ ہیں قرآن کے متعلق ڈاکٹر گراہم کی بیان کردہ ایک بات سے اختلاف کیا اور انہیں اس بارہ میں چیلنج کے رنگ میں پبلک مناظرہ کے لئے للکارا۔ مسٹر گراہم اس دعوت کو پی گئے اور انہوں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ یہ واقعہ ہی بنیاد تھا۔ رسالہ "دی کرسچن سنچری" (بابت ۱۷ اور ۲۴ جنوری ۱۹۶۰ء) کے ان دو ادارتی مقالوں کا جن میں اس نے اس امر کی ضرورت پر زور دیا کہ عیسائیوں کو دوسرے مذاہب کے متعلق کوئی بیان دینے سے قبل ان مذاہب کے بارہ میں اپنے علم کو زیادہ ٹھوس اور پختہ بنانا چاہیئے۔ رسالہ مذکور نے اس ضمن میں وعظ و تذکیر کی اقدار سے متعلق اسمارا کانفرنس اور شکاگو میں منعقدہ حالیہ مذاکرات کی طرف بھی توجہ دلائی۔ ڈاکٹر گراہم نے اس رسالے کے نام ایک بحری تار کے ذریعے اس کے ادارتی مقالوں کو سراہا تاہم لکھا کہ میں نے اپنے سارے دورے میں مسلمانوں کے خلاف قطعاً کوئی بیان نہیں دیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک پمفلٹ جو غالباً مسٹر نسیم سیفی کا ہی تحریر کردہ تھا اور جس کا عنوان تھا "یاد رکھنے کے قابل پانچ باتیں"، لیگس میں ڈاکٹر گراہم کی آمد کے موقع پر تقسیم کیا گیا تھا۔ وہ پانچ باتیں یہ تھیں (۱) مسیح خدا کا بیٹا نہیں تھا۔ (۲) وہ صلیب پر نہیں مرا۔ (۳) وہ مرنے کے بعد جی نہیں اٹھا۔ (۴) وہ آسمان پر نہیں گیا۔ (۵) وہ دوبارہ واپس نہیں آئے گا۔"

("دی مسلم ورلڈ" بابت جولائی ۱۹۶۰ء)

اوہائیو کے دارالحکومت "کولمبس" میں اشاعتِ اسلام

امریکہ میں جماعت احمدیہ کا مشن ۱۹۲۱ء میں قائم ہوا تھا جبکہ سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود نے مسیح پاک علیہ السلام کے حواری حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کو بغرض اعلائے کلمۂ اسلام وہاں بھجوایا۔ اس وقت کے بعد سے اب تک وہاں متعدد شہروں میں باقاعدہ تبلیغی مراکز قائم ہو چکے ہیں۔ اسی طرح متعدد مساجد کا قیام بھی عمل میں آ چکا ہے۔ حال ہی میں ڈیٹن میں ایک مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ واشنگٹن، نیویارک، پٹسبرگ، شکاگو، انڈیانا پولس،

بالٹی مور، ہنگسن ٹاؤن، رل واکی، کلیولینڈ، لاس انجیلیز اور سینٹ لوئیس وغیرہ میں باقاعدہ احمدی جماعتیں قائم ہیں۔ وسیع پیمانے پر بلند پایہ اسلامی لٹریچر شائع کر کے اس کے نسخے سینکڑوں لائبریریوں میں پہنچا دیئے گئے ہیں۔ احمدی مبلغین کی تبلیغی کوششوں کے نتیجے میں وہاں اسلام میں دلچسپی دن بدن بڑھ رہی ہے، وہاں کے علمی طبقے میں اسلام کا نئے زاویوں سے گہرا مطالعہ کیا جا رہا ہے اور اس طرح اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دور ہو ہو کر اسلام کے حق میں بہت سازگار فضا پیدا ہو رہی ہے۔ ہمارے ایک مبلغ مکرم امین اللہ خان صاحب سالک نے دسمبر ۱۹۶۰ء کے اواخر میں اوہائیو کے دارالحکومت کولمبس کا دورہ کیا تھا وہاں کے دو ٹیلیویژن اسٹیشنوں نے اُن کے انٹرویو نشر کئے، نیز اخبارات نے ان کی آمد کی غرض یعنی اشاعتِ اسلام سے متعلق نمایاں طور پر خبریں شائع کیں۔ وہاں کے ایک اخبار "کولمبس سٹیزن جرنل" نے ۲۰ دسمبر ۱۹۶۰ء کی اشاعت میں جو نوٹ شائع کیا اُس کا عنوان یہ تھا "کولمبس میں اسلام کی طرف سے عیسائیت کے بالمقابل لوگوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنانے کی جدوجہد"۔ اس نوٹ کا (جس کے درمیان میں اخبار نے مکرم امین اللہ خان صاحب کا فوٹو بھی شائع کیا) ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"اسلام کے پیروؤں کا کہنا ہے کہ افریقہ کی نئی قوموں میں جہاں عیسائیت اور اسلام دونوں افریقیوں کو اپنے اپنے مذہب کا حلقہ بگوش بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اسلام کے حق میں تحریک زور پکڑ رہی ہے، دریں اثناء خود ہمارے اپنے گھر (امریکہ) میں لوگ محمدؐ کے مذہب میں بہت زیادہ دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں۔

اس امر کی ایک اور نشاندہی یہاں پیر کے روز ہوئی۔ جماعتِ احمدیہ نے جو اسلام کا ہی ایک فرقہ ہے اپنے ہیڈ کوارٹر ربوہ (پاکستان) سے مختلف علاقوں اور مقامات میں اپنے مبلغ بھیج کر اپنے اثر و نفوذ کو ساری دنیا کے گرد وسیع کر دیا ہے اور ان مقامات میں کولمبس کا شہر بھی شامل ہے۔

امین اللہ خان نے جو مبلغ اسلام کی حیثیت سے حال ہی میں یہاں پہنچے ہیں ایک ملاقات میں کہا کہ یہ بتانا مشکل ہے کہ امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد کتنی ہے انہوں نے بتایا کہ وہ اسلام میں دلچسپی رکھنے والے بعض لوگوں کی درخواست پر ہی اس شہر میں آئے ہیں۔ یاد رہے اُن کی آمد کا مقصد تبلیغی مشن قائم کرنا، اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دور کرنا اور اسلام کو اُس کی حقیقی اور اصل شکل میں پیش کرنا ہے۔

یہ کیا مذہب ہے جس نے ایک ایسی دنیا میں جس میں عیسائی ۸۴۳،۵۵،۶۴،۵۱۲ کی تعداد میں آباد ہیں ۴۲،۲۶،۰۰،۶۹۸ افراد کو اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے اور جو اکثر یقہ میں

۸،۱۶۱،۷۸،۸۵۳ لوگوں کے دل جیتنے میں کامیاب رہا ہے جب کہ عیسائیت وہاں صرف ۳،۲۰،۵۳،۴۸۲ افراد کو ہی اپنا حلقہ بگوش بنا سکی ہے؟ اس میں ایسی کیا کشش ہے؟

مبلغ اسلام نے اس کا یہ جواب دیا کہ "اسلام ہی وہ حقیقی مذہب ہے جو تمام قوموں اور نسلوں کے لئے آیا ہے۔ یہ خدا کی مرضی اور اس کے احکام کے آگے جھکنے اور سر تسلیم خم کرنے اور اس طرح امن اور سلامتی سے ہمکنار ہونے کی تعلیم دیتا ہے"۔

مسلمان تمام معروف اور غیر معروف نبیوں کی بیان کردہ ابدی صداقتوں پر ایمان رکھتے ہیں، وہ مسیح کو بھی خدا کا ایک برگزیدہ نبی مانتے ہیں۔ ان کی احکام کی کتاب قرآن ہے۔ یہ ان تمام صداقتوں پر مشتمل ہے جو محمدؐ پر بذریعہ وحی نازل ہوئیں اور جنہیں ساتھ کے ساتھ محفوظ کیا جاتا رہا۔

اسلام تثلیث کا مخالف ہے۔ وہ اس امر سے انکار کرتا ہے کہ باپ، بیٹا اور روح القدس تینوں مل کر خدا ہیں۔ وہ اس امر کو بھی تسلیم نہیں کرتا کہ مسیح نے (جسمانی مردوں کے احیاء وغیرہ کے) معجزات دکھائے یا یہ کہ وہ اکیلا ہی ہے کہ جس کو خدا کا بیٹا کہہ کر پکارا گیا، یا یہ کہ وہ دنیا کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کی خاطر صلیب پر مرا۔

مسٹر خان نے کہا "یہ باتیں کسی صورت بھی ثابت نہیں کی جا سکتیں۔ مسیح چھٹے گھنٹے صلیب پر لٹکایا گیا اور چونکہ سبت کا دن شروع ہو رہا تھا اس لئے نویں گھنٹے میں اس کو صلیب پر سے اُتار لیا گیا۔ یہ اس لئے ہوا کہ خدا نے اس کی دعا قبول کر لی تھی۔ جب قبر میں اُسے لٹایا گیا تو وہ زندہ تھا چنانچہ بعد میں وہ اپنے شاگردوں پر ظاہر ہوا۔ وہاں سے وہ افغانستان اور پھر کشمیر کی طرف ہجرت کر گیا تا کہ اسرائیل کے گمشدہ قبائل تک خدا کا پیغام پہنچانے کی پیش خبری پوری ہو"۔

"یہ ہیں وہ باتیں جنہیں پھیلانے کے لئے اسلام کا یہ مشنری یہاں آیا ہے"۔

(کولمبس سٹیزن جرنل ۲۰ دسمبر سنہ ۶۰ء)

بچوں کا صفحہ

بچوں سے پیار کرنے والا انتہائی مشفق وجود

(محمود احمد خالد ربوہ)

ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں پر نہایت شفقت فرماتے تھے۔ انہیں دیکھ کر آپؐ کا دل باغ باغ ہو جاتا تھا۔ جب کبھی چھوٹے بچے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ نہایت شفقت سے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے، ان کا مُنہ چومتے اور اُن سے میٹھی میٹھی باتیں کرتے۔

ایک دن آپ چھوٹے چھوٹے بچوں کو پیار کر رہے تھے۔ ایک دیہاتی وہاں آ گیا۔ اُس نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچوں سے اس طرح پیار کرتے دیکھا تو وہ بہت حیران ہوا۔ کہنے لگا تم لوگ بچوں سے اتنا پیار کرتے ہو۔ میرے دس بچے ہیں، مَیں نے تو کبھی اُن کو اس طرح پیار نہیں کیا۔ اُس کی یہ بات سُن کر آپ کو بڑا دکھ ہوا۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اگر تمہارے دل سے محبت چھین لے تو مَیں کیا کر سکتا ہوں۔

لوگ اکثر فصل کا نیا میوہ آپ کی خدمت میں تحفے کے طور پر پیش کرتے تھے۔ جب بھی کوئی شخص میوہ لاتا تو آپ پہلے یہ دیکھتے کہ مجلس میں کوئی بچہ ہے۔ اگر کوئی بچہ موجود ہوتا تو اسے بڑی محبت سے اپنے پاس بلاتے، اُسے پیار کرتے اور سب سے پہلے اُسے میوہ عنایت فرماتے۔ جب میوہ لیکر وہ خوش ہوتا تو اُسے خوش دیکھ کر آپؐ کو بہت خوشی ہوتی۔

سفر سے واپسی کے وقت شہر میں اگر کہیں بچے نظر آ جاتے تو آپ اکثر سواری پر سے اُتر پڑتے۔ اُن کے سروں پر ہاتھ پھیر کر اُن سے باتیں کرتے اور پھر آگے روانہ ہوتے۔ کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوتا کہ آپؐ کسی بچے کو سواری پر آگے یا پیچھے بٹھا لیتے۔ وہ بچہ خوشی سے پھُولے نہ سماتا۔ اِس بات سے آپ کو بھی کچھ کم خوشی نہ ہوتی۔

آپ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ آپؐ کی آمد کی خوشی میں چھوٹی چھوٹی لڑکیاں گیت گا رہی ہیں۔ جب آپ اُن کے پاس سے گزرے تو آپؐ نے فرمایا "اے بچیو! تم مجھ سے پیار کرتی ہو؟" سب نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ۔ آپؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا مَیں بھی تمہیں پیار کرتا ہوں۔

آپ کی یہ بے مثال محبت اور شفقت صرف مسلمان بچوں تک ہی محدود نہ تھی مشرکین کے بچوں پر بھی آپ اسی طرح شفقت فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک جنگ میں چند بچے جھپٹ میں آ کر مارے گئے آپؐ کو خبر ہوئی تو نہایت ملال ہوا۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ وہ تو مشرکین کے بچے تھے۔ آپؐ نے فرمایا مشرکین کے بچے تم سے بہتر ہیں۔ خبردار بچوں کو قتل نہ کرنا، خبردار بچوں کو قتل نہ کرنا۔ ہر جان خدا ہی کی فطرت پر پیدا ہوتی ہے۔

اللہ! اللہ! کیا شفیق اور سراسر رحمت تھا آپؐ کا وجود۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ؎

اللہ میاں کا خط!

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آج سے ۴۷ سال پہلے کی بات ہے کہ حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی چھوٹی صاحبزادی محترمہ امۃ اللہ صاحبہ نے آپ سے کہا ابا مجھے ایک نظم بنا دو۔ اس پر آپ نے ۲۹؍دسمبر ۱۹۱۴ء کو ذیل کی نظم بنا کر انہیں دی۔ اس میں قرآن مجید کے متعلق ایک چھوٹی بچی کے خیالات کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ احمدی بچوں اور بچیوں کو چاہیئے کہ اسے زبانی یاد کرلیں تاکہ بعد میں بھی مزے لے لے کر پڑھتے رہیں۔ (ادارہ)

قرآن سب سے اچھا — قرآن سب سے پیارا
قرآن دل کی قوت — قرآن ہے سہارا

اللہ میاں کا خط ہے — جو میرے نام آیا
استانی جی پڑھاؤ — جلدی مجھے سیپارا

پہلے تو ناظرے سے — آنکھیں کروں گی روشن
پھر ترجمہ سکھانا — جب پڑھ چکوں میں سارا

مطلب نہ آئے جب تک — کیوں کر عمل ہے ممکن
بے ترجمے کے ہرگز — اپنا نہیں گزارا

یا رب تو رحم کر کے — ہم کو سکھا دے قرآں
ہر دکھ کی یہ دوا ہو — ہر درد کا ہو چارا

دل میں ہو میرے ایماں — سینے میں نورِ فرقاں
بن جاؤں پھر تو سچ مچ — میں آسماں کا تارا

عیسیٰ مسیح آئے — ایمان ساتھ لائے
قرآنِ گم شدہ بھی — نازل ہوا دوبارا

اب وقت آگیا ہے — اسلام کا ہو غلبہ
گر تو نمی پسندی — تغییر کن قضا را

مجلس مرکزیہ کے اعلانات

تربیت و اصلاح کا اہم فریضہ

تربیت وہ مقدس کام ہے جو خدا تعالیٰ کے ماموروین کا طرۂ امتیاز ہوتا ہے۔ وہ اپنی جماعت کی اس طرح تربیت کرتے ہیں جس طرح ایک مالی ایک پھلدار پودے کی کرتا ہے۔ بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر۔ مالی تو بہت ادنیٰ پیمانے پر تربیت کا کام کرتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کے مامور بہت اعلیٰ پیمانے پر یہ فرض سرانجام دیتے ہیں۔ نیز ایک محدود علم اور محدود وسائل والے مالی کو ایک خدا کے برگزیدہ سے کیا نسبت جسے غیر محدود علم والے خدا کی طرف سے تربیت و اصلاح کی قوتیں اور وسائل مسلسل مہیا ہوتے ہیں۔

انصار بھائیو! ہم بھی ایک مامور کی جماعت ہیں۔ تربیت کا کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہمیں وراثت میں ملا ہے۔ حضرت مسیحِ پاکؑ کے ہاتھوں سے تربیت یافتہ صحابہؓ ابھی جماعت میں خال خال موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ نے خلافت کی نعمت سے بھی ہمیں متمتع فرمایا ہے اور مصلح موعود کا زمانہ بھی ہمیں نصیب کیا ہے جس میں اسلام اور احمدیت کی ترقی مقدر ہے اور جسے ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اب ہماری بڑھتی ہوئی جماعت کے افراد کی تربیت روزافزوں توجہ چاہتی ہے اور اسی اہم ضرورت کے مدِّنظر حضور ایدہ اللہ نے اپنی جماعت کے افراد کو انصار، خدام، اطفال اور اماء اللہ و ناصرات کی تنظیم میں منظم فرمایا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس تنظیم کی اہم ترین کڑی آپ (انصار احباب) ہیں اور اسی لحاظ سے آپ کی ذمہ داریاں باقی سب کڑیوں سے فائق ہیں۔ اگر یہ درست ہے اور یقیناً یہ درست ہے تو آپ کو اپنے فرائض کی طرف فوری توجہ کرنا لازم ہے۔

یہ فرائض بالکل واضح ہیں، جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تحت آتے ہیں۔ ان کی ادائیگی کے لئے وسائل موجود ہیں اور وقت موزون ہے۔ صرف توجہ مگر فوری و سنجیدہ اور مسلسل و مستقل توجہ کی ضرورت ہے۔ آپ اور میں سفرِ عمر کے اس حصہ کو تیزی سے طے کر رہے ہیں جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے والد بزرگوار کا یہ مشہور شعر ہم پر صادق آتا ہے ؎

عمر بگذشت و نماندست جز ایّامے چند
بہ کہ در یادِ کسے صبح کنم شامے چند

ہاں مگر صرف ذاتی تربیت نہیں، دیگر متعلقین اور افرادِ جماعت کی تربیت بھی ہم پر فرض ہے تاکہ ہم حقوق اللہ

اور حقوق العباد کی سرانجام دہی سے خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو حاضر ہوں۔ وباللہ التوفیق۔
(قائد تربیت انصار اللہ مرکزیہ)

مجالس انصار اللہ کیلئے پہلی سہ ماہی کا نصاب

مجالسِ انصار اللہ کے لئے سالِ رواں کی پہلی سہ ماہی کے لئے قرآن کریم کے چوتھے پارہ (پہلے نصف) کا ترجمہ بطور نصاب مقرر کیا گیا ہے۔ امتحان ربوہ میں ۳۱ر مارچ ۱۹۶۱ء بروز جمعہ اور باقی تمام مجالس میں ۲ر اپریل ۱۹۶۱ء بروز اتوار منعقد ہوگا۔ وقت کی تعیین زعماءِ مجالس خود فرمائیں گے۔ تمام انصار ابھی سے تیاری شروع فرمادیں اور امتحان میں شمولیت فرماکر عند اللہ ماجور ہوں۔ زعماء کرام وقتاً فوقتاً جائزہ لیتے رہیں کہ انصار امتحان کی تیاری کر رہے ہیں۔ جہاں جہاں ممکن ہو وہاں ترجمہ پڑھانے کا بھی انتظام فرمائیں۔ زعماء کرام پرچوں کی مطلوبہ تعداد سے مطلع فرمائیں۔
(قائد تعلیم انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیّہ کی نئی تشکیل

(محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیّہ)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی منظوری سے یکم جنوری ۱۹۶۱ء سے ۳۱ر دسمبر تک کے لئے مندرجہ ذیل اصحاب کو مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ کا رکن مقرر کیا گیا ہے۔ مجالس انصار اللہ ان سے تعاون فرمائیں۔

اراکین خصوصی:- (۱) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے (۲) محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب۔ (۳) محترم صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے (۴) محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔

عہدیداران:-

نائب صدر:- صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب
قائد عمومی:- شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم۔ اے۔
قائد اصلاح و ارشاد:- مولانا ابو العطاء صاحب
قائد ذہانت و صحت جسمانی:- صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب۔
قائد تعلیم:- پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔ اے۔
قائد تربیت:- مولانا جلال الدین صاحب شمس۔
قائد مال:- چوہدری ظہور احمد صاحب (آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ)
قائد خدمتِ خلق:- چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ۔

« تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہیگی »

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

,,تیری ذریت منقطع نہیں ہو گی اور آخری دنوں تک سرسبز رہیگی خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچادے گا۔ میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلالوں گا پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا اور ایسا ہو گا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤنگا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دونگا اور ان میں کثرت بخشونگا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہینگے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے،،

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

ٹائٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں طبع ہؤا